حضرت خواجہ محبوب عالم

نقشبندی مجدّدی توکّلی قدّس سرّہ

(۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء — ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء)

احوال و آثار

تصنیف و تحقیق:
پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر

Marfat.com

Marfat.com

5055

حضرت خواجہ محبوب عالم

نقشبندی مجددی توکلی قدس سرہ

(۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء ــــ ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء)

احوال و آثار

تصنیف و تحقیق:

پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر

سابق چیئرمین، شعبہ عربی زبان و ادب، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

چیئرمین، ذکری فاونڈیشن، ۲۳۶ قیوم بلاک، مصطفےٰ ٹاؤن، وحدت روڈ، لاہور

ناشر: ذکری فاؤنڈیشن ۲۳۶ قیوم بلاک، مصطفےٰ ٹاؤن، وحدت روڈ، لاہور

Marfat.com

81106

Marfat.com

نذرِ عقیدت

راقم اپنی اِس پچاس سالہ مختصر علمی اور تحقیقی کاوش کو اپنے پیشوائے طریقت قطب الارشاد قیوم زمان حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندی مجددی توکلی محبوبیؒ م ۱۹۶۱ء کی روحِ مبارک کی خدمت میں بطور نذرِ عقیدت پیش کرتا ہے اور اِس ضمن میں اپنے وہ چند اشعار درج کرتا ہے جو اس نے ۱۹۵۸ء میں اپنے ایک خط میں حضور پُرنور علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تحریر کیے تھے اور آپؒ نے انھیں شرفِ قبولیت بخشا تھا۔

ذخیرہ

بنامِ حبیبےؒ، شہِ والا جاہے
علیؓ صولت و مصطفیٰؐ دستگاہے

بہ فیضے کہ از نقشبنداں گرفتہ
بہ گم کردہ راہاں گشود است راہے

ہر آں ذرّہ کز زیرِ پائش بلند شد
بتابید بر آسماں مثلِ ماہے

خوشا نیک مردے کہ کارِ عظیمش
بخاموشی کردہ برفت است راہے

کمترین بندگان کوئے او
پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر

Marfat.com

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں)

نام کتاب: حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکلّی قدّس سرّہ
(۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء---۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء): احوال و آثار

تصنیف و تحقیق: پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر
سابق چیئرمین، شعبہ عربی زبان و ادب، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
چیئرمین، ذکریٰ فاونڈیشن، ۲۳۶ قیوم بلاک مصطفےٰ ٹاؤن، لاہور

ناشر: ذکریٰ فاؤنڈیشن، لاہور

مطبع: یونائیٹڈ آرٹ پرنٹرز، ۱۴-ایبٹ روڈ، لاہور

طباعت: اوّل۔۲۲ رمضان ۱۴۲۶ھ/۲۷ اکتوبر ۲۰۰۵ء

تعداد: ایک ہزار (۱۰۰۰)

قیمت: اندرونِ پاکستان: ۱۰۰ روپے بیرونِ ملک: U.S. $ 5

ملنے کا پتہ: ذکریٰ فاونڈیشن، ۲۳۶ قیوم بلاک، مصطفےٰ ٹاؤن، لاہور

رابطہ نمبر: ۰۴۲-۵۴۱۹۹۰۵

ISBN 969 - 8960 - 00 - 7

لائبریری کیٹلاگ کارڈ

پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر
حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلّی قدّس سرّہ (۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء---۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء): احوال و آثار
لاہور، یونائیٹڈ آرٹ پرنٹرز، ۲۰۰۵ء
ا۔ برطانوی دورِ حکومت (۱۸۵۰ء---۱۹۱۷ء)۔ غیر منقسم ہندوستان ۲۔ تصوف۔ تذکرہ۔ غیر منقسم ہندوستان
کارڈ نمبر: ۹۲۲،۹۷

All rights reserved. No part of this book may be reprinted, reproduced or utilized in any form by any electronic, mechanical, or other means, now known or hereafter invented, including photocopying and recording, or in any information storage or retrieval system, without permission in writing from the writer.

Marfat.com

ترتیب

صفحہ

☆ حرفے چند: کچھ مصنف اور تصنیف کے بارے میں ---------- 04

۱۔ حرف آغاز ---------- 09

۲۔ حیات وآثار ---------- 14

- حالات زندگی ---------- 14
- حلیہ شریف ---------- 26
- لباس ---------- 27
- ازواج واولاد ---------- 28
- تلامذۂ کرام ---------- 30
- خلفائے عظام ---------- 31
- تصانیف ---------- 35
- مذہب فقہ اور عقاید اسلامیہ ---------- 37
- عظیم کارنامہ ---------- 44
- آستانہ عالیہ / روضہ شریف / سالانہ عرس / ہجوم خلایق ---------- 65

۳۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے ہم استاذ اور ہمدرس رہنے والے ممتاز علمائے کرام ---------- 71

۴۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے معاصر مشائخ طریقت، علمائے کرام اور حکمران جن سے آپؒ کے قریبی روابط رہے ---------- 77

۵۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی سند حدیث جو انہیں دارالعلوم دیوبند سے حاصل ہوئی ---------- 80

۶۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ کا شجرۂ طریقت ---------- 84

۷۔ مراجع ---------- 88

۸۔ تصاویر ---------- 93

Marfat.com

حرفِ چند: کچھ مصنف اور تصنیف کے بارے میں

پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر، سابق چیرَ مین، شعبہ عربی زبان و ادب، پنجاب یونیورسٹی، ایک نامور عالم اور صوفی بزرگ ہیں۔ وہ ذکریٰ فاونڈیشن کے بانی چیرَ مین ہیں جو ایک رو بہ تحقیق علمی ادارہ ہے۔ وہ دراسات اسلامیہ کے منابع تفسیر، حدیث، فقہ اور علمِ کلام میں ان کے مستند اداروں سے باقاعدہ تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں جبکہ انھیں تخصص (Specialization) اسلامی تصوف میں حاصل ہے۔ وہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی توکّلی شاخ سے متعلق ہیں اور انہیں اپنے جدِّ امجد اور شیخِ طریقت قطب الارشاد قیومِ زماں حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندی مجددی توکّلی محبوبیؒ م۱۹۶۱ کی جانب سے ان کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ محبوبیہ حبیبیہ میں منسلک ہونے والے طلّاب کو بیعت میں لینے کے لئے مختار و مجاز اور مامور ہونے کا مقام حاصل ہے۔ انہوں نے موقّر ملکی اور غیر ملکی جرائد اور اخبارات میں متعدد مضامین اور مقالات لکھے ہیں اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر گفتگوؤں اور عالمانہ مجالسِ مذاکرہ میں شرکت کی ہے۔ ان کی بہت سی تصنیفات میں یہ زیرِ دست تصنیف ایک مختصر اور جامع مرقع ہے حضرت خواجہ ابوالہاشم محبوب عالمؒ کی سیرت کا، جو ان کے نانا بھی تھے اور ان کے اپنے شیخ کے روحانی پیشوا بھی!

اس تحقیقی کاوش کو بروئے کار لانے کے لئے فاضل مصنّف کی رسائی جن معلومات تک ہے ان کو پانا کسی اور کے لئے ممکن نہیں۔ ان کے شیخِ طریقت حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندی مجددی توکّلی محبوبیؒ کو اپنے شیخ حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کی بارگاہ میں جو اختصاص حاصل تھا اس کا اندازہ مؤلف ''ذکرِ محبوب'' صاحبزادہ صدیق احمد شاہ صاحبؒ کی اس عبارت سے ہوتا ہے:

Marfat.com

''سب سے پیچھے آئے اور سب سے آگے نکل گئے۔ حبِ شیخ کا یہ حال تھا کہ شیخؒ کے قرب میں رہنے کے خیال سے وطن مالوف کو چھوڑ کر گجرات ہی میں ملازمت اختیار کی اور آخر تک وہیں قیام کیا۔ کلاہ یافتہ صاحب اجازت اور صاحب سلسلہ تھے۔ اپنے شیخؒ کی طریقت کی بہت عمدہ نشانی تھے۔ صورت وسیرت میں حددرجہ جاذبیت تھی۔ صفت حلم کا اتنا غلبہ تھا کہ جمال کے پیکر معلوم ہوتے تھے۔ نہایت سلیم الطبع، صاحب ذوق اور حبِ شیخ میں بہت بلند اور ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ اسم بامسمّٰی تھے اور اپنے دور میں اپنی مثال آپ ہی تھے۔ گجرات اور گردونواح میں آپؒ کے چشمہ فیض سے ہزاروں خواص وعوام نے اپنی روحانی پیاس بجھائی اور سیراب ہوئے..... وہ میرے حضور قبلہ عالمؒ [حضرت خواجہ محبوب عالمؒ] کے ایک روحانی شاہکار تھے۔''

مزید براں فاضل مصنّف کو ان کے شیخِ طریقتؒ نے:

(۱) حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کی بعض کتب کی قلمی نقول مہیا کر دی تھیں۔

(۲) حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کے احوال و آثار کے بارے میں مستند معلومات اور ان کے بارے میں اپنے پاس موجود مآخذ سے آگاہ کر دیا تھا۔

(۳) حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کے روحانی احوالِ صادقہ اور ان کے بلند روحانی مراتب سے آگاہ کرنے کے لئے ان کی توجہات دے دی تھیں۔

اور یہ کہ جناب پروفیسر صاحب کے پیشواؒ ان کو مخاطب کر کے کہا کرتے تھے:

(۱)
باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر از بر ہو
پھر پسر لائق میراثِ پدر کیوں کر ہو

(۲) میری تمام باتیں نہ تمہارے ابا جان کے ساتھ ہیں اور نہ تمہارے چچا جان کے ساتھ

Marfat.com

ہیں بلکہ صرف تمہارے ساتھ ہیں؛تم ان کوان دونوں تک اور اہل طریقت تک پہنچانا۔

(۳) چنانچہ وہ انہیں اپنی نعمتِ باطنی کا صحیح وارث، اپنا رازدان اور اپنا ضمنی قرار دیا کرتے تھے۔

(۴) اور برملا فرماتے تھے:''دادے کو پوتے سے بہت پیار۔''

(۵) ان کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرماتے تھے:''اللہ تعالیٰ تم پر بہت فضل کرے گا۔ فضل، فضل، فضل..... بہت فضل ہوگا۔''

(۶) تم لوگوں کو مرید کروگے تو ان کی تربیت میری روح کرے گی۔ فکر نہ کرو۔ موت اگرچہ برحق ہے لیکن میں مرنے کے بعد زندہ ہوں گا۔ مجھے زندہ سمجھنا اور میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔

(۷) آپؒ نے اپنی آخری دستار مبارک، اپنی تین ویسٹ کوٹ اور اپنی تین شیروانیاں جنہیں وہ زیب تن کیا کرتے تھے، اپنا وظائف والا بیگ / بستہ اور اپنا عصا مبارک بطور تبرکات برائے خلافت عظمیٰ ان کے سپرد کردیے تھے۔

(۸) جب تک تمہارے ابا جان زندہ ہیں تم سلسلہ کی ترویج میں اور میرے آستانہ کے امور میں ان کا ساتھ دینا اور ان کی وفات کے بعد میرے سلسلہ کو اور میرے آستانہ کے امور کو خود سنبھال لینا۔ اہل سلسلہ کو چوروں اور ڈاکوؤں کے حوالے نہ کرنا اور میری قبر کو کتے، بلے اور نامحرم سے محفوظ رکھنا۔ اپنی پھوپھی جان کا خیال رکھنا اور تمہارے چچا جان کو ان کی کمزور طبیعت اور غیر متوازن مزاج کی وجہ سے نگہداشت کی ضرورت ہے لہٰذا تم ان کا بھی خیال رکھنا۔

(۹) میں ایک مرد ہوں بلکہ مردوں کا مرد ہوں، میرا سلسلہ قیامت تک چلنا ہے۔ لہٰذا میرا سلسلہ کسی مرد کے سپرد کر کے آگے جانا، میری نعمتِ باطنی کسی نامرد کو نہ دینا۔

Marfat.com

(۱۰) اپنے آخری غسل، اپنی نماز جنازہ اور اپنے کفن دفن کے بارے میں جملہ ہدایات انہی کو دی تھیں۔

(۱۱) حضرت قطب الارشادؒ نے اپنے وصال مبارک سے ایک گھنٹہ پہلے مکمل تخلیہ (Privacy) کے لئے اپنے دونوں صاحبزادگانِ گرامی کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کے کمرے سے باہر رہیں اور افتخار حسین کو بھی جو بطور خادم کچھ عرصہ سے آپؒ کے پاس تھا، اپنے کمرے سے باہر نکال دیا تھا اور پھر اپنے کمرے کے دونوں دروازوں کو اور ملحقہ کوٹھری کے دروازے کو بھی بند کر لیا تھا۔ آپؒ نے اپنے وصالِ الٰہی کی اس مبارک ساعت میں صرف جناب پروفیسر صاحب ہی کو اپنے ساتھ رکھا تھا اور انہیں کے سامنے اپنی جان اپنے جان آفرین کے سپرد کی تھی۔

یہ وہ شرف ہے جو اولیاء اللہ کے خواص اور برگزیدہ اصحاب ہی کو حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت داتا گنج بخشؒ "کشف المحجوب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب ان کے پیشوا حضرت شیخ ابوالفضل محمد بن حسن ختلیؒ کا وقت آخر آیا تو وہ جبل لکام پر تھے جو سلسلۂ کوہ لبنان کا وہ حصہ ہے جو انطاکیہ اور مصیصہ سے متصل ہے اور ان کے پاس حضرت داتا گنج بخشؒ کے علاوہ اور کوئی شخص نہیں تھا اور جب انہوں نے اپنی جان اپنے جان آفرین کے سپرد کی تو ان کا سر اقدس جبل لکام پر "بیت الجن" کے مقام پر حضرت داتا گنج بخشؒ کی گود میں تھا۔

بلاشبہ جناب مصنف کے یہ فضائل اور ان کے شیخ طریقت سے ان کا یہ قرب وہ معتبر طریق ہے جس سے اس محققانہ کام کو اور اس کے بارے میں گمشدہ اور نایاب معلومات کو نمایاں کرنے والی اس تصنیف میں استفادہ کیا گیا ہے۔ اس طرح یہ قیمتی کتاب حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کے ۸۷ ویں سالانہ عرس منعقدہ مورخہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ

Marfat.com

بمطابق ۱۲ ؍۷ اکتوبر ۲۰۰۵ء کے مبارک موقع پر ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے۔

پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر کی یہ موقّر تصنیف اس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ علم و عرفان کے محاسن سے آراستہ شب و روز اور تعلیم و سلوک کے آداب سے متصف ماہ و سال کا جو مبارک سلسلہ، جناب پروفیسر صاحب کے تعلیم و تعلم کے زمانے سے پنجاب یونیورسٹی میں ان کی تدریسی زندگی کی نہایت تک، ان کی نجابتِ طرفین کی فضیلت اور برکت کے جلو میں عزم و ہمت کی تگ و دو سے سرگرم رہا، وہ ان کی ملازمت سے سبکدوشی کے بعد رک نہیں گیا، بلکہ اسی طرح چل رہا ہے اور الحمدللہ! ان کا یہ مبارک سلسلہ آج بھی لسان صدق اور یدِ خیر کے ساتھ رواں دواں ہے اور انشاءاللہ رہے گا!

غلام علی چودھری

پروفیسر ڈاکٹر غلام علی چودھری

سابق چیئرمین، شعبہ انگریزی زبان و ادب،

پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۶۹ گلشن بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور

۱۲۵ اکتوبر ۲۰۰۵ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔حرف آغاز

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ کے حیات و آثار کے بارے میں یہ مختصر مقالہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔طوالت کے خوف سے تحقیقی حواشی حذف کر دئے گئے ہیں۔ یہ مقالہ میری ۵۰ سالہ جستجو اور تحقیق کا ایک نتیجہ ہے۔ مجھے آپؒ کی شخصیت سے وابستگی چند وجوہ سے ہے۔

☆اوّل یہ کہ رشتہ میں وہ میرے نانا جان ہوتے ہیں۔

☆دوم یہ کہ مجھے ان کے خلیفۂ اعظم قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندی مجددی توکلی محبوبیؒ سے جو میرے دادا جان ہوتے ہیں، شرف توسل اور امر ترویج طریقت کا اعزاز حاصل ہے۔اس طرح حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ میرے دادا پیر ہوتے ہیں۔

☆سوم یہ کہ مجھے آپؒ کی ہستی سے مناسبت، جیسا کہ میں محسوس کرتا ہوں، میری پیدائش ہی سے ہے۔ میں نے اپنے پیشوائے پاک سے ایک دفعہ لڑکپن کے عالم میں نادانی سے پوچھا کہ اگر آپؒ ولی اللہ ہیں تو آپؒ کی کرامت کیا ہے؟ تو آپؒ نے ارشاد فرمایا:

''تو نے میرا کوئی فعل خلاف شریعت دیکھا ہے؟''

میں نے عرض کیا کہ نہیں۔فرمایا:

''میری کرامت یہی ہے اور شریعت پر استقامت دوسری سو کرامتوں سے بہتر ہوتی ہے۔''

میرے والد صاحب بھی اس وقت پاس ہی بیٹھے تھے۔انہوں نے فرمایا:

''تیرا وجود ہی میرے پیشوا کی ایک کرامت ہے''

Marfat.com

میرے پیشواؒ نے ۱۹۵۷ء میں مجھے خلافت تفویض کرتے ہوئے اور طریقت کو جاری کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''تیرے جیسا خوش نصیب کون ہے۔ تیرا دادا جان میں ہوں
اور تیرے نانا جان حضرت خواجہ محبوب عالمؒ جیسی ہستی ہیں۔''

☆ چہارم یہ کہ میرے پیشوائے پاکؒ نے ۱۹ جون ۱۹۵۶ء کو مجھے بیعت کرنے سے پہلے فرمایا: ''اپنے سابقہ حالات بیان کر۔'' میں نے عرض کیا کہ دو باتیں ہیں جن کو میں بھول نہیں سکتا۔ ایک یہ کہ جب سے مجھے ہوش کی عمر عطا ہوئی میں رات کو سوتے وقت چارپائی پر ایک طویل قامت بھاری جسم والی خوبصورت اور مبارک شخصیت کو اپنے دائیں پہلو میں لیٹا ہوا دیکھتا تھا۔ کوئی رات ایسی نہیں گئی کہ جب میں چارپائی پر سویا ہوں اور وہ میرے ساتھ نہ ہوں۔

دوسری بات یہ کہ میں چھٹی جماعت میں تھا تو میں کھلی آنکھوں سے دیکھا کرتا تھا کہ وہ مجھے انگلی سے پکڑ کر سکول کے دروازے تک لے جاتے تھے اور خود دروازے پر ٹھہر جاتے تھے اور مجھے فرماتے تھے: ''جا اپنی تعلیم جلدی مکمل کر۔ ہم نے تجھ سے کام لینا ہے۔''

میرے پیشواؒ نے پوچھا: ''تو نے ان سے پوچھا نہیں کہ وہ کون ہیں؟'' میں نے عرض کیا کہ جنوری ۱۹۵۶ء میں آٹھویں جماعت کے بورڈ کے امتحان کی تیاری کر رہا تھا۔ رات کو سکول کا کام کرتے ہوئے دو بج گئے۔ سردیوں کا موسم تھا۔ سرسوں کے تیل کا دیا جلتا چھوڑ کر میں لحاف میں سردے کر سو گیا۔ رضائی کا پلّو چراغ کی لو سے جل گیا تو اس ہستی نے فرمایا نلکے سے پانی لے کر رضائی پر ڈال۔ میں نے پانی ڈالا، آگ بجھ گئی۔ فرمایا جا والدہ سے کہہ کہ دوسری رضائی دے دیں، یہ رضائی گیلی ہوگئی ہے یہ اوپر نہ لے۔ میں نے والدہ کو

Marfat.com

جگایا۔انہوں نے دوسری رضائی دے دی اور میں پھر اسی ہستی مبارک کے پہلو میں لیٹ گیا۔اس وقت میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو انہوں نے پیار سے فرمایا میرا نام محبوب عالم ہے۔ یہ سن کر میرے پیشوائے پاکؒ نے ارشاد فرمایا حضرت خواجہ صاحبؒ نے سچ فرمایا ہے کہ انہوں نے تجھ سے کام لینا ہے۔

یہ بات تو بیعت کے وقت تک کی تھی، لیکن حضرت خواجہ صاحب کی روح مبارک کی وابستگی مجھ ناچیز کے ساتھ آج بھی ویسی ہی ہے۔میری زندگی کی کوئی رات ایسی نہیں گزری جب وہ میرے پاس نہ ہوں۔ میں رات کو دو بجے یا تین بجے بستر پر لیٹتا ہوں تو ان کو اپنے پہلو میں پاتا ہوں۔دن کے کام کاج میں مصروف ہو کر آپؒ کو بھول جاتا ہوں لیکن جب نظر اٹھا کر دیکھتا ہوں تو ان کو ساتھ پاتا ہوں۔یہ الگ بات ہے کہ بیعت ہونے سے پہلے ایک ہستی ساتھ ہوتی تھی اور بیعت ہونے کے بعد میرے پیشوائے پاکؒ کی روح مبارک بھی میرے ساتھ ہوتی ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ کا جس قدر شکر ادا کروں کم ہے۔ یہ بات جو ایک قیمتی راز تھی یہاں محض تحدیث نعمت کے طور پر کی ہے۔اللہ پاک شیاطین اور حاسدین سے محفوظ فرمائے۔واضح رہے کہ ولایت اور نبوت وھبی ہیں کسبی نہیں۔اور کسی ولی اللہ کو مجبور کر کے اس سے نعمت باطنی حاصل نہیں کی جاسکتی اور نہ کوئی ایسا نصاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد ان بلند درجات پر فائز ہوا جا سکے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔اللہ پاک کا رشاد ہے:

۱: اَللّٰهُ اَعلَمُ حَيثُ يَجعَلُ رِسٰلَتَهٗ (الانعام،۶:۱۲۴)

ترجمہ: اس کو خدا ہی خوب جانتا ہے کہ (رسالت کا کونسا محل ہے) وہ اپنی پیغمبری کسے عنایت فرمائے۔(فتح الحمید)

Marfat.com

۲: اَللّٰہُ یَجتَبِیا لَیہِ مَن یَّشَآ ءُ وَیَھدِی اِلَیہِ مَن یُّنِیبُ (الشوریٰ،۴۲:۱۳)

ترجمہ: اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ میں برگزیدہ کر لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے۔ (فتح الحمید)

۳: ذٰلِکَ فَضلُ اللّٰہِ یُوتِیہِ مَن یَّشَآءُ (الحدید،۵۷:۲۹)

ترجمہ: یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ (فتح الحمید)

۴: وَاَنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُوتِیہِ مَن یَّشَآءُ (الحدید،۵۷:۲۹)

ترجمہ: اور یہ کہ فضل خدا ہی کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ (فتح الحمید)

اور طریقت تو تمام تر فضل الٰہی کا راستہ ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

ما فضلیانیم ترجمہ: ہم فضلی ہیں۔

میں تمام زندگی بیتاب ہی رہا کہ آپؒ کے حالات و آثار جمع کروں اور آپ کے انوارات اور واردات ربانی کے فیضان کو محفوظ کروں۔ مجھے آپؒ کے مخلص مریدین اور بعض خلفاء سے صحبت اور ملاقات کا شرف حاصل رہا ہے۔ جن میں میرے پیشوائے پاکؒ، میاں جی حرمت علیؒ، منشی غلام جیلانیؒ، صوفی محمد کریم چمٹے والے، جناب غلام قادر موضع کھبہ راجپوتاںؒ، مست عمر بخشؒ، مولانا حافظ جمال الدینؒ مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور کے شاگرد خاص سیّد نذیر حسین شاہ لاہوریؒ، میری والدہ ماجدہؒ، میری بڑی خالہ حضرت سیّدہ صالحہ بی بیؒ، خواجہ صاحب کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا نور عالم نقشبندیؒ، خواجہ صاحب کی زوجہ محترمہ حضرت سیّدہ بشیر بیگمؒ اور ان کے بھائی حضرت سیّد محمود شاہ صاحبؒ کے نام نمایاں ہیں۔ اس طرح میں نے آپؒ کے حالات و آثار پر تقریباً ۴۰۰ واقعات پر مشتمل ایک رجسٹر ۱۹۶۳ء میں تیار کر لیا تھا اور آپ کی قلمی کتب کی نقول میرے پیشوائے پاکؒ نے اس ناچیز

Marfat.com

کو عطا کر دی تھیں۔ ازاں بعد تعلیم اور ملازمت اور دیگر معاشرتی مصروفیات نے آپؒ کے احوال و آثار کو باقاعدہ کتابی صورت میں شائع کرنے سے روکے رکھا۔ یہاں تک کہ ۱۹۹۷ء۔ ۱۹۹۹ء کے تعلیمی سیشن میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامیہ سے ایم۔ اے۔ کی سطح پر ایک طالبہ نگہت نذیر شیخ کو آپؒ کی ذات مبارک پر تحقیقی مقالہ لکھوانے میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے آپؒ کے بارے میں پہلے دو کتابیں ترتیب دی ہیں۔ یہ کتاب بھی ایسی ہی ایک کاوش ہے جو ۲۲ رمضان ۱۴۲۶ھ/۲۷ اکتوبر ۲۰۰۵ء کی مناسبت سے چند عناوین کے تحت پیش کی جا رہی ہے۔ امید ہے قارئین کرام پسند فرمائیں گے اور حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے بارے میں معتبر اور صحیح معلومات سے استفادہ کریں گے۔ اللہ پاک اسے قبول فرمائے، میری کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور بہتر کام کی توفیق بخشے۔ آمین

درویش

پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر

۱۹ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ/۲۴ اکتوبر ۲۰۰۵ء

Marfat.com

۲۔حیات وآثار

☆ حالات زندگی:

حضرت خواجہ محمد مصطفٰے محبوب عالمؒ بن رکن عالمؒ بن فیض عالمؒ کا نسب ۳۵، ۳۶ واسطوں سے حضرت عباس علمدار بن امیر المومنین حضرت علیؓ تک منتہی ہوتا ہے۔اس لئے آپ ہاشمی کہلاتے ہیں اور ابوالہاشم کنیت کرتے ہیں۔آپؒ کا خاندان ۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء میں بغداد پر ھلاکو خان کے حملہ کے بعد ہجرت کر کے وہاں سے برصغیر پاک وہند میں آ گیا اور دہلی میں آباد ہوا۔مغل حکمران شاہ عالم ثانی کے دور حکومت (۱۷۶۰ء---۱۸۰۶ء) میں آپ کے اجداد میں سے مولانا درویش محمد کے ایک بڑے بھائی مولانا لطیف اللہ کو پرگنہ (اب قصبہ) پانڈووال تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین کا قاضی مقرر کیا گیا اور اسّی (۸۰) بیگھہ زمین عطا ہوئی ۔مولانا درویش محمد تین بھائی تھے۔مولانا لطیف اللہ، مولانا عبدالباری اور مولانا درویش محمد۔یہ تینوں بھائی زہدوتقویٰ اور ولایت میں خاص درجہ رکھتے تھے۔ان کی قبور اب بھی قصبہ پانڈووال میں زیارت گاہ عوام وخواص ہیں۔مولانا درویش محمد کی اولاد میں سے خواجہ فیض عالم نقشبندی مجددیؒ یہاں سے ترک سکونت کر کے موضع سیدا تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں بہ سلسلہ ءامامت آ کر مقیم ہوئے۔

چنانچہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی ولادت موضع سیدا شریف تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں ۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء میں ہوئی۔آپ کی تین بہنیں تھیں جن کی شادیاں ان کے ددھیال قصبہ پانڈووال میں ہوئی تھیں اور آپؒ دو بھائی تھے۔محبوب عالم اور نور عالم۔نور عالم آپ سے بہت چھوٹے تھے۔آپ علیہ الرحمۃ کے والد گرامی حضرت مولانا رکن عالمؒ عارف باللہ اور فقیہہ تھےاور آپ کے دادا حضرت مولانا فیض عالم

Marfat.com

نقشبندی مجددیؒ (م ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء) بھی جید عالم دین اور برگزیدہ ولی اللہ تھے۔ یہ دونوں بزرگ لِلّہ شریف (تحصیل گوجر خان ضلع جہلم) کے مشہور نقشبندی بزرگ حضرت مولانا غلام نبی لِلہیؒ (۱۸۱۹ء/۱۲۳۴ھ ۔ ۱۸۸۹ء/۱۳۰۶ء) کے مرید تھے۔ حضرت مولانا خواجہ محبوب عالمؒ کی ولادت سے پیشتر آپ کے والد ماجد نے خواب میں دیکھا کہ ان کے پیٹ سے ایک آنت نکلی اور اس نے ایک بہتے ہوئے دریا کے دہانے پر منہ رکھ دیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے سارا پانی پی لیا۔ انہوں نے یہ خواب اپنے شیخ طریقت کو سنایا۔ شیخ نے مبارک دی اور ایک سعادت مند فرزند کی پیدائش کی بشارت دی جو علم و عرفان کے دریا کو نوش کرنے والا ہوگا۔ آپؒ کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ مریم بی بی (م ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء) اسم با مسمٰی، متقی اور باکرامت خاتون تھیں۔ آپؒ کے دادا جان حضرت مولانا فیض عالم نقشبندی مجددیؒ (م ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء) آپؒ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ آپؒ نے ان سے "پند نامہ"، "نام حق" اور "کریما" وغیرہ فارسی کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ جب آپ کی عمر دس سال ہوئی تو وہ ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء میں فوت ہوگئے۔ آپؒ کا دل طلب علم میں بے تاب تھا اس لئے والدین سے اجازت لے کر حصول علم کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

یہ وہ دور تھا کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد پورے برصغیر میں برطانوی حکومت مستحکم ہوگئی تھی۔ علماء کی دارو گیر سے مدارس ویران ہو گئے تھے۔ اکابر علماء مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر گئے تھے اور جو بچ گئے تھے وہ اپنے اپنے علاقے میں دبک گئے تھے۔ دور دور تک ہو کا عالم تھا اور کہیں کہیں کوئی چراغ ٹمٹماتا تھا اور کوئی عالم دین دو چار بچوں کو کوئی چھوٹی موٹی کتاب پڑھا دیتا تھا۔ باقاعدہ درس و تدریس کی بساط لپٹ چکی تھی۔ مسجدوں میں تالے لگ چکے تھے یا وہ بارود خانوں میں تبدیل ہوگئی تھیں۔ خصوصاً

Marfat.com

جامع مسجد نیلا گنبد لاہور اور شاہی مسجد لاہور۔ اس صورت حال میں حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ تلاش علم میں قصبہ بھابڑہ ضلع سرگودھا پہنچے اور استاذ العلماء قاضی سلطان محمود نقشبندی مجددی للہیؒ سے عربی صرف ونحو کی ابتدائی کتب پڑھیں اور "الکافیہ" پڑھی۔ ازاں بعد قاضی صاحب وہاں سے کسی اور جگہ چلے گئے تو آپؒ مڈھ رانجھا (ضلع سرگودھا) تشریف لے گئے۔ جہاں آپؒ نے "شرح جامی" تک پڑھا یہاں اس سے آگے تعلیم کا کوئی استاد نہ تھا چنانچہ ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۴ء میں مدرسہ رحیمیہ (واقع جامع مسجد نیلا گنبد) لاہور آ گئے جس کو ایک مسلمان سوداگر رحیم بخش نے اسی سال انگریزوں سے واگذار کروا کے یہاں اپنے نام پر مدرسہ قائم کر دیا تھا۔ یہاں حضرت مولانا احمد الدین بگوی نقشبندی مجددیؒ (م ۱۲۸۶ھ/۱۸۷۰ء) سے قریباً ایک سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پھر مولانا احمد الدین بگویؒ اپنے گاؤں بگہ ضلع سرگودھا چلے گئے۔ اس ایک سال کے دوران درس میاں وڈا لاہور کے سجادہ نشین حضرت مولانا حافظ احمد دین سہروردیؒ (م ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء) سے قرآن مجید بھی حفظ کیا جہاں آپؒ کے قیام و طعام کا بندوبست تھا۔ ازاں بعد لاہور سے چل پڑے اور ۱۸۶۵ء میں لدھیانہ کے مشہور مدرسہ عربیہ (واقع دومنزلی مسجد، محلّہ موج پورہ) میں مجاہد جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، حضرت مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ (م ۱۲۸۷ھ/۱۸۶۰ء) کے جانشین ان کے بڑے صاحبزادے اور مہتمم مدرسہ عربیہ حضرت مولانا شاہ محمد لدھیانویؒ (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء) کی خدمت میں جا پہنچے اور ان سے موقوف علیہ کی اکثر کتب پڑھیں۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے دس سال بعد ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء میں برصغیر میں دہلی کے قریب ضلع سہارنپور کے قصبہ دیوبند میں سب سے پہلے دینی مدرسہ دارالعلوم دیوبند کا

Marfat.com

آغاز ہوا تو آپؒ اپنے استاد محترم حضرت مولانا شاہ محمدؒ لدھیانوی کے اشارے پر دار العلوم دیوبند میں داخل ہو گئے۔ ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء سے ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء تک قریباً پانچ سال تک وہاں کے شیخ الحدیث اور صدر المدرسین مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ (م ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء) کے شاگرد خاص رہے۔ آپ سے ابتدا سے موقوف علیہ تک ساری کتب دہرائیں اور پھر موقوف علیہ کی تمام کتب دوبارہ پڑھیں اور پھر دو سال میں ان سے پہلا دورہ حدیث کیا اور ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء میں بائیس سال کی عمر میں یہاں سے امتیاز کے ساتھ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپؒ گنگوہ چلے گئے۔ وہاں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے ایک سال میں حدیث نبویؐ کی دوسری سند حاصل کی۔ پھر اپنے استاد مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے مشورے سے ۱۸۷۳ء میں رامپور کے مشہور زمانہ مدرسہ عربیہ (مدرسہ عالیہ نواب فیض اللہ خان رامپور) میں داخل ہوئے۔ اور وہاں سے ایک سال تک علوم عقلیہ، منطق، فلسفہ، ریاضی، ہئیت، نجوم، موسیقی اور خصوصاً فقہ حنفی کی بڑی کتب پڑھیں اور فتویٰ نویسی میں تخصص حاصل کیا۔ یہاں حضرت مولانا مفتی محمد سعد اللہ رامپوریؒ (م ۱۲۹۴/۱۸۷۷ء) آپؒ کے خاص استاد تھے جو ریاست رامپور کی اعلیٰ ترین عدالت اپیل سلطانی (اجلاس ہمایونی) اور عدالت صدر مرافعہ (سپریم کورٹ آف رامپور سٹیٹ) کے مفتی اعظم تھے۔ اس وقت والی ریاست رامپور نواب سیّد کلب علی خان خلد آشیان نقشبندی مجددیؒ (م ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۷ء) تھے۔

رام پور میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپؒ کو اتمام تعلیم کے بارے میں کافی حد تک اطمینان قلب حاصل ہوا تو گھر اور وطن کی یاد آئی۔ دس سال کی عمر میں گھر سے حصول تعلیم کے لئے نکلے تھے اور اب اس مقصد کو حاصل کرنے میں متواتر پندرہ سال گزرنے کے بعد آپؒ کی عمر مبارک پچیس (۲۵) سال ہو چکی تھی۔ لہٰذا صفر ۱۲۹۲ھ/مارچ ۱۸۷۵ء

Marfat.com

میں اپنے گھر اور وطن سیدا شریف آئے۔ قمیص اور شلوار میں ملبوس دیکھ کر لوگوں اور گھر والوں نے سرکاری ہرکارہ سمجھا اور شناخت کرنے سے انکار کر دیا۔ والد ماجد فوت ہو چکے تھے لیکن آپؒ کی والدہ ماجدہ حیات تھیں۔ آخر انہوں نے کچھ خاص علامات سے آپؒ کو پہچان لیا تو خوش ہوئیں اور پورے گاؤں نے خوشی منائی۔ چنانچہ آپؒ نے پندرہ دن گھر قیام کیا اور پھر والدہ ماجدہ کی اجازت سے واپس رام پور روانہ ہو گئے۔ کیونکہ آپؒ کے ذہن میں اب حصول معاش کا مسئلہ درپیش تھا۔

مفتی اعظم ریاست رامپور (مفتی سعد اللہ رامپوری م ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء) کی سن رسیدگی کی وجہ سے ان کی عدالتی مساعدت کے لئے نائب مفتی اعظم ریاست رامپور کا منصب تخلیق اور مشتہر ہوا تو آپؒ نے بھی اس کے تحریری اور زبانی امتحان میں شرکت کی۔ اول آئے اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ چنانچہ ۱۸۷۵ء میں آپؒ بعمر پچیس سال (۲۵) نائب مفتی اعظم ریاست رامپور متعین ہو گئے اور ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء سے ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء تک قریباً دس سال اس اعلیٰ منصب پر متمکن رہے۔ جن میں سے دو سال حضرت مولانا مفتی محمد سعد اللہ خانؒ کے ساتھ رہے پھر ان کی وفات (۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء) کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد لطف اللہ (۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء---۱۳۰۴ھ/۱۸۸۷ء) مفتی اعظم ریاست رامپور متعین ہوئے تو حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ ان کے ساتھ بھی قریباً آٹھ سال تک نائب مفتی اعظم ریاست رامپور کے منصب پر متمکن رہے۔ خواجہ محبوب عالمؒ موسم گرما میں تعطیلات عدالت کے دوران اپنے استاد مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے پاس دارالعلوم دیوبند چلے جاتے تھے اور ان سے کتب تصوف مثلاً مثنوی معنوی، احیاء علوم الدین اور عوارف المعارف وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں فتویٰ طلب کرنے والی

Marfat.com

درخواستوں کے جوابات اپنے استاد صاحب کی طرف سے لکھتے تھے جو دارالعلوم دیوبند میں مفتی بھی تھے۔اور دارالعلوم دیوبند کے منتہی طلبہ کو بغیر معاوضہ کے فقہ اسلامی کی انتہائی کتب پڑھاتے تھے اور فتویٰ نویسی کی اعلیٰ تعلیم دیا کرتے تھے۔اس بناء پر بھی اور اس بناء پر کہ آپ ریاست رامپور کے نائب مفتی اعظم تھے، وہاں کے اساتذہ اور طلبہ آپؒ کو خاص طور پر قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

شوال ۱۳۰۲ھ/ستمبر ۱۸۸۴ء میں آپؒ کے دل میں طلب حق کی آگ بھڑک اٹھی تو آپؒ نے رامپور کے نائب مفتی اعظم کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔اور اپنے استاد حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ سے بیعت ہونے کی غرض لئے رامپور سے ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۰۲ھ/۳۰ دسمبر ۱۸۸۴ء کی رات پچھلے پہر چلے اور ۱۵ ربیع الاوّل ۱۳۰۲ھ/۲ جنوری ۱۸۸۵ء کو دارالعلوم دیوبند حاضر ہوئے۔وہاں سے معلوم ہوا کہ چند روز پہلے ۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ/۲۱ دسمبر ۱۸۸۴ء کو ان کا وصال ہو چکا ہے۔شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ (۱۸۵۱ء---۱۹۲۱ء) سے ملاقات ہوئی جو آپؒ کے ہمدرس رہ چکے تھے اور اب دارالعلوم دیوبند میں استاد تھے۔انہوں نے نائب مفتی اعظم رامپور کے منصب جلیل کو چھوڑنے کے بارے میں آپؒ کے فیصلے پر افسوس کا اظہار کیا اور پیشکش کی کہ آپؒ یہاں دارالعلوم دیوبند میں اپنے استاد محترم مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کی صدارت تدریس، افتاء اور شیخ الحدیث کی جگہ سنبھال لیں اور یہیں رہیں۔مگر آپؒ کو درد وفات استاد اور تلاش حق میں حد درجہ بیقراریٔ دل نے دارالعلوم دیوبند نہ رہنے دیا۔آپؒ کسی مرد کامل کی تلاش میں دہلی آ گئے کہ دہلی کسی دور میں بھی اولیاء اللہ سے خالی نہ رہی تھی اور وہاں ربیع الاوّل ۱۳۰۲ھ/جنوری ۱۸۸۵ء سے مدرسہ حسین بخش نزد بادشاہی جامع مسجد محلّہ شاہ جہاں آباد دہلی میں بطور شیخ

Marfat.com

الحدیث وصدر المدرسین فرائض تدریس انجام دینے لگے۔قریباً دو سال بعد بیتابی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر دہلی کو بھی خیر باد کہہ دیا اور شوال ۱۳۰۴ھ/جون ۱۸۸۷ء میں کرنال چلے گئے۔ وہاں آپؒ مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ کرنال میں بھی بطور شیخ الحدیث وصدر المدرسین اپنے فرائض انجام دینے لگے۔ یہاں آئے ہوئے ابھی آپ کو ایک سال پورا نہ ہوا تھا کہ آپؒ نے انبالہ شریف کے ایک بزرگ حضرت خواجہ سیّد محمد توکل شاہ نقشبندی مجددیؒ (م۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) کی ولایت کا شہرہ سنا تو ان کی خدمت اقدس میں ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ/دسمبر ۱۸۸۷ء کو موسم سرما میں حاضر ہوئے، بیعت ہوئے اور باطنی تعلیم وتربیت حاصل کرنے کے بعد خلافت پائی اور اپنے شیخ طریقت کی وفات ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء تک تقریباً گیارہ سال ان کے آستانے پر بسر کئے۔اس دوران ان کے حکم سے وہاں:

۱۔ مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ تو کلیہ جاری کیا،۲۔شہر انبالہ کے مفتی اعظم رہے اور ۳۔وہاں کی مرکزی جامع مسجد "مسلم مسجد" کے خطیب بھی رہے۔آپؒ نے انبالہ شریف میں اپنے قیام کے دوران اپنے پیشوا کے زیر ہدایت :۴۔ریاضات اور مجاہدات بھی کئے، ۵۔اسلام کی اشاعت اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ تو کلیہ کی تبلیغ بھی کی اور ۶۔مولانا عبدالحق حقانی انبالوی ثم دہلوی مصنف تفسیر حقانی (۱۸۵۱ء/۱۲۶۷ھ۔۱۹۱۷ء/۱۳۳۵ھ) کیساتھ مل کر مرزا قادیانی (۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء۔۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)، آریہ سماجیوں اور عیسائی پادریوں سے کامیاب مناظرے بھی کئے۔پھر پیشوائے گرامی کی وفات ۴ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ/۴ اگست ۱۸۹۷ء کے بعد آپؒ پر ان کے فراق اور جدائی میں بیقراری اور غم والم کا دور آیا جس میں آپؒ نے دو مرتبہ بلاد اسلامیہ کی سیاحت کی۔

۱۔پہلی مرتبہ آپؒ جنوری ۱۸۹۸ء میں براستہ افغانستان ترکی پہنچے اور سلطان

Marfat.com

عبدالحمید ثانی (۱۸۷۶ء-۱۹۰۹ء) کی افواج میں کرنل کے عہدہ پر فائز ہو کر ترکی کے علاقہ ازمیر/سمرنا کے مقام پر یونان کے خلاف جاری جنگ میں شریک ہو گئے۔ یہ جنگ بحرمتوسط (Mediterranean Sea) میں کریٹ (Crete) اور تھیسلے (Thessaly) کے جزائر کے مسئلہ پر تھی۔ پھر حضرت خضر علیہ السلام سے معلوم ہونے پر کہ یہ جہاد اسلامی نہیں، بلکہ محض اقتدار کی جنگ ہے، آپؒ مستعفی ہو کر سکندریہ چلے آئے اور وہاں سے بحری جہاز کے ذریعے جدہ سے ہوتے ہوئے برصغیر واپس آ گئے اور بمبئی میں قیام پذیر ہوئے۔

۲۔ بمبئی میں چند ماہ قیام کے بعد پھر شیخ طریقت کے وصال کے درد فراق میں بیقراری غالب آئی تو آپؒ بمبئی ہی سے حاجی محمد قاسم نقشبندی مجددیؒ مالک حاجی محمد قاسم شپ کمپنی کے ایک بحری جہاز پر سوار ہو کر بصرہ جا پہنچے اور وہاں سے خشکی کے راستے بغداد شریف حاضر ہوئے۔ اس وقت وہاں سجادہ نشین/نقیب الاشراف حضرت سیّد عبدالرحمٰن ظہیر الدین المحض القادری الجیلانی تھے۔ جن کا دور نقابت ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء سے ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۷ء تک تھا۔ حضرت غوث اعظمؒ کی روح مبارک کے حکم پر جوان کو ایک خواب میں ہوا تھا انہوں نے آپ کی خوب میزبانی کی۔ چنانچہ بغداد شریف میں قیام کے دوران:

ا۔ آپؒ حضرت غوث اعظمؒ کے روضہ شریف پر دو سال معتکف رہے اور درجہ نیابت پر فائز ہوئے۔

۲۔ آپؒ نے دریائے دجلہ کے کنارے درج ذیل کتب کے قریباً تمام بڑے بڑے چلّے کاٹے:

(۱) امام احمد بن علی البونی م ۶۲۲ھ کی کتاب شمس المعارف الکبریٰ ولطائف العوارف

(۲) ابن الحاج التلمسانی المغربی محمد بن محمد العبدری م ۷۳۷ھ کی کتاب

Marfat.com

(۳) امام عبد اللہ بن اسعد الیافعی م ۷۶۸ھ کی کتاب الدر النظیم فی فضائل و خواص القرآن العظیم اور ان کی کتاب ''دائرہ نعیم''

(۴) احمد بن محمد بن عیاد الشافعی کی کتاب المفاخر العلیّہ فی المآثر الشاذلیہ

۳۔ آپؒ نے بغداد کے مقامی مشائخ سے ان کے سلاسل طریقت مثلاً قادریہ اور شاذلیہ وغیرہ کی اجازات لیں اور وہاں کے ممتاز علماء سے ان کی اسناد حدیث حاصل کیں۔

۴۔ اور بغداد شریف کے بعض اکابر علماء اور مشائخ کی رہنمائی میں حضرت محی الدین ابن عربی (۵۶۰ھ/۱۱۶۴ء---۶۳۸ھ/۱۲۴۰ء) کی کتب کا مطالعہ کیا اور ان کی کتب کے جدید ایڈیشن اپنے ساتھ لائے۔

۵۔ آپؒ نے تفسیر، حدیث، فقہ حنفی، تصوف اور دیگر اہم اسلامی موضوعات پر نادر اور نایاب کتب کا ایک ذخیرہ خرید کیا اور اسے اپنے ساتھ اپنے وطن لائے اور پھر ایک روز حضرت خواجہ سیّد محمد توکل شاہؒ کی روح اقدس نے واپسی کا حکم دیا تو آپؒ افغانستان کے راستے واپس برصغیر آ گئے۔

یہ دور فراق و سیاحت ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء سے ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء تک قریباً سات سال کے عرصہ پر محیط ہے۔ آپؒ برصغیر واپس آ کر اپنے پیشوا کی روح مبارک کے حکم سے اپنے گاؤں سیدا شریف تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاء الدین میں متمکن ہوئے۔ یہاں آپ نے:

۱۔ مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ تو کلیہ جاری کیا جس کے صدر المدرسین اور شیخ الحدیث آپ خود تھے۔

۲۔ دار الافتاء قائم کیا۔ چنانچہ یہاں آپ کے فتوے لاہور، گجرات، گوجرانوالہ

81106

Marfat.com

اور جہلم کے علاقہ جات میں نہایت وقیع ہوئے۔

۳۔متوسلین سلسلہ عالیہ کی تربیت کے لئے خانقاہ قائم کی۔

۴۔طلبہ علوم عالیہ اسلامیہ کے لئے اور مریدین خانقاہ کے لئے (۱) باقاعدہ لنگر جاری کیا، (۲) گندم کی پسوائی کے لئے خراس لگوایا اور (۳) میٹھے پانی کا کنواں بنوایا۔

۵۔دارالتصنیف قائم کیا اور گراں قدر کتب تصنیف فرمائیں۔

۶۔مولانا فتح محمد جالندھری کے اردو ترجمہ قرآن مجید بنام "فتح الحمید" پر ان کی درخواست پر نظر ثانی کی۔ازاں بعد اسے تاج کمپنی لاہور نے طبع کیا۔

۷۔نادر و نایاب اور جدید کتب کی ایک قیمتی اور ضخیم لائبریری قائم کی جن کی مثال اس زمانے میں لاہور کی پنجاب یونیورسٹی لائبریری اور پنجاب پبلک لائبریری میں بھی نہیں تھی۔

۸۔تبلیغ اسلام اور اشاعت طریقت کے لئے صوبہ سرحد، متحدہ پنجاب اور سارے ہندوستان کے تبلیغی دورے ترتیب دئے۔

۹۔اخلاف کے لئے وسیع رقبہ پر جدید مکانات تعمیر کئے اور ان کے لئے دو مربع زرعی زمین خرید کی۔اپنے برادر اصغر مولانا نور عالم نقشبندی مجددیؒ کو بھی مکان بنا کر دیا اور زمین خرید کر دی۔

اس طرح آپ نے اپنے مستقر سید اشریف میں ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء سے اپنی وفات ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء تک چودہ سال تدریس، تبلیغ، تربیت اور تصنیف کے میدان میں گراں قدر اور ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔کثیر خلقت نے آپؒ سے توسل طریقت کی دولت حاصل کی اور بیشمار سالکوں نے بلند مقامات پائے۔آپؒ کے ارشاد کے

Marfat.com

مطابق کم و بیش ایک لاکھ چالیس ہزار لوگ بیعت ہوئے اور قریباً اسی (۸۰) اصحاب نے خلافت پائی ۔ یہ تعداد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج کے موقع پر میدان عرفات میں موجود عام صحابہ کرامؓ اور کبار صحابہ کرامؓ کی تعداد کے مطابق ہے۔

۲۲ رمضان ۱۳۳۵ھ/۱۳ جولائی ۱۹۱۷ء کو آپؒ جمعہ کے دن سحری کے ختم ہونے پر صبح ۳:۳۰ بجے واصل باللہ ہوئے۔

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے وصال کے بعد آپؒ کے ایک خلیفہ حضرت مولانا نور العین واعظ اسلام نقشبندی مجددی محبوبیؒ نے "قصیدہ فراق محبوب" کے عنوان کے تحت ۱۵۶ اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ لکھا جس کے آخری شعر میں آپؒ کی تاریخ وصال بھی درج کی جو حسب ذیل ہے:

گفت ہاتف از پئے تاریخِ آں قدسی نہاد

"راہنمائے نقشبنداں رفت سوئے حرم یار"

۵ ۳ ۳ ۱ ھ

راقم نے حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی قادری توکلیؒ کی درج ذیل دو تواریخ وصال کہی ہیں:

۱ ۔ آہ فیاض عظیم

۱۹۱۷ء

۲ ۔ بودہ "وما ارسلنک الا مبشراً و نذیراً"

۷ ۱ ۹ ۱ ء

آپ اپنے گاؤں سیدا شریف تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں دفن ہوئے

Marfat.com

یہاں آپ کا مزار پر انوار نہایت شاندار تعمیر ہوا ہے اور زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔ سیدا شریف جیسی دور افتادہ بستی میں اپنے وجود بابرکت کے بارے میں آپ نے ایک شعر کہا تھا جو درج ذیل ہے:

سیدے دی اس بستی اندر نور وگائے بیڑے

نور دے وچ قصور نہ کوئی، قدر نہ کردے بھیڑے

یہاں ہر سال ۲۶ رجب کو سالانہ عرس مبارک ہوتا ہے جس پر بہت ہجوم خلایق ہوتا ہے۔

Marfat.com

☆ حلیہ شریف

قد مبارک درازتقریباً ساڑھے چھ فٹ عام دروازے سے سیدھی قامت کے ساتھ گزرنا مشکل تھا۔رنگ سرخ وسفید مثل دانہ انار و یاقوت رومانی، تمام اعضاء پر گوشت، جسم ورزشی متوازن بھرا ہوا اور قوی ہیکل، پیٹ برابر، ہاتھ پاؤں مضبوط، بائیں ران پر زخم کا نشان تھا۔ترک افواج میں جہاد کرتے ہوئے آپؒ کو بندوق کی گولی لگی تھی دونوں پنڈلیوں کے گوشت میں بھی بعض جگہ سوراخ تھے۔قیام بغداد کے دوران آپ نے دریائے دجلہ کے کنارے پانی میں چلہ کشی کی تھی اور دریا کی مچھلیوں نے پنڈلیوں سے گوشت جگہ جگہ سے کھالیا تھا۔بال سیاہ نرم اور ملائم مثل ابریشم، ریش مبارک یکمشت گنجان مطابق سنت، خط خوب صورت، فالتو بال پسند نہ کرتے تھے۔چہرہ بیضوی، رخسار بھرے ہوئے اور فراخ اوردائیں رخسار پر ایک خوبصورت سیاہ تل تھا۔ناک بلند مثل سیف۔ابرو باریک اور خمدار مثل کمان، پیشانی فراخ پر نور، لب باریک، آنکھیں بڑی بڑی اور موٹی بکمال سیاہ وسفید، بادۂ الٰہی سے مخمور بائیں آنکھ بوجہ غلبہ فیضان نیم وار رکھتے تھے۔اسے پورا کم ہی کھولتے تھے۔لیکن یہ نہ کمزور تھی اور نہ اس میں کوئی بیماری یا نقص تھا۔کیونکہ مراقبات کے علاوہ عام محافل میں یا سفر کے دوران دونوں آنکھیں مکمل اور یکساں طور پر کھلی ہوتی تھیں۔دانت مضبوط موتیوں کے دانے ہموار و یکساں آخر عمر تک سب سلامت، ناخن کشادہ اور مستطیل متوازن، سبحان اللہ تمام سراپا جمال الٰہی سے مزین، نور ہی نور، شخصیت رعب اور ہیبت خداوندی کا مظہر، جمال وجلال کا حسین امتزاج گھوڑے پر سوار حویلی میں داخل ہوتے تھے اور حویلی کا دروازہ اسی حساب سے بنوایا تھا۔اچھے شہسوار تھے اور کڑا مضبوط گھوڑا ہی آپؒ کو لے کر چلتا تھا۔

Marfat.com

☆ لباس

خواجہ محبوب عالم سیدویؒ نے عرب بھی گھوما اور عجم بھی۔ اپنے وقت کے جید علماء اور صوفیاء کے ساتھ آپؒ کے روابط تھے اس کے علاوہ آپؒ کے ملنے والوں اور ارادت مندوں میں اپنے وقت کے امیر ترین اور صاحب حیثیت لوگ بھی شامل تھے۔ آپ خود بھی اعلیٰ سرکاری عہدوں پر تعینات رہے تھے مگر اس کے باوجود غرور تکبر اور بناوٹ نام کی کوئی چیز آپ کے کے قریب تک نہ پھٹکتی تھی۔ چنانچہ عام اور مبلغانہ زندگی میں آپؒ کا لباس نہایت سادہ ہوتا تھا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

حضور عموماً کرتہ گھٹنوں تک لمبا اور اکثر اس کے اوپر سفید چوغہ پہنتے تھے۔ جو کہ عالمانہ انداز کا ہوتا تھا۔ تہبند باندھتے تھے جو عموماً سبز یا نیلا اور کبھی سفید اور کبھی سرخ دھاریدار ہوتا تھا پاجامہ یا شلوار پہنے آپؒ کو کبھی نہیں دیکھا گیا البتہ اس کو پسند ضرور فرماتے تھے۔ ریاست رامپور میں دس سالہ ملازمت کے دوران آپؒ کا لباس قمیص اور شلوار اور جبہ و دستار وغیرہ تھے اور یہ ڈپٹی چیف جسٹس ریاست رامپور کا سرکاری لباس تھا۔ علاوہ ازیں خاص محافل میں سبز عمامہ اور جبّہ، عباء و قباء زیب تن فرماتے تھے لیکن عام زندگی میں سر پر عالمانہ انداز کا عمامہ باندھتے تھے جو گرمیوں میں سفید اور سردیوں میں عموماً سبز مرینہ کا ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ آپؒ کے پاس اعلیٰ قسم کا کمبل یا ہلکی سی دولائی بھی ہوتی تھی۔ موسم گرما میں ذکر واذکار کی تپش کی زیادتی کی وجہ سے صرف تہبند اور کندھوں پر ہلکا پھلکا ململ کا دوپٹہ اور سر پر ناڑ کی کلاہ اوڑھتے تھے۔ آپؒ سخت سردی میں بھی ذکر کی گرمی سے پسینے سے شرابور ہو جاتے تھے۔ اور ایسے مواقع پر بعض اوقات پنکھا جھلواتے تھے جس سے سکون محسوس کرتے تھے۔ شدید سردی میں آپؒ بعض اوقات کنٹوپ بھی پہن لیتے تھے۔ آپؒ نے رنگین یا گیروا لباس کبھی استعمال نہیں کیا بلکہ سنت نبویؐ کے مطابق سفید لباس ہی کو ترجیح دیتے تھے۔

Marfat.com

☆ازواج واولاد

آپؒ نے مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر چار شادیاں کیں:

(۱) دہلی میں شادی:

مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ حسین بخش (جہاں آپ تدریس کرتے تھے) کے اساتذہ کے اس اصرار پر کہ آپ جیسے فاضل استاد کو غیر شادی شدہ نہیں رہنا چاہئے، آپؒ نے ۱۸۸۵ء میں دہلی کی ایک بزرگ سیّد شخصیت کی دختر نیک اختر سے جن کا نام محفوظ نہیں پہلی شادی کی۔ یہ بزرگ شخصیت اس وقت فراش خانہ دہلی کی جامع مسجد کے خطیب اور مفتی شہر تھے۔ حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کی عمر مبارک اس وقت ۳۵ سال تھی اور آپؒ کی یہ زوجہ محترمہ مقبول بارگاہ خدا تھیں اور صاحب ولایت اور با کرامت تھیں۔ ان سے ایک صاحبزادے پیدا ہوئے جو ۲۵ سال کی عمر پا کر ۱۹۱۰ء میں فوت ہو گئے۔ ان کی قبر سید اشریف ہی میں ہے۔ جبکہ آپؒ کی یہ زوجہ محترمہ بھی شادی کے دو سال بعد ۱۸۸۶ء میں فوت ہو گئیں اور دہلی ہی میں مدفون ہوئیں۔

(۲) بغداد میں شادی:

۱۸۹۹ء میں آپؒ نے بغداد کے خاندان بنو ہاشم کے ایک برگزیدہ اور صالح گھرانے میں دوسری شادی کی۔ آپؒ کی ان زوجہ محترمہ کا نام بھی محفوظ نہیں ہے اور ان سے ہونے والی اولاد کا بھی علم نہیں ہے۔ جب آپؒ بغداد شریف سے برصغیر واپس آ گئے تھے تو اپنی وفات تک ہر مہینے بذریعہ منی آڈر باقاعدگی سے اپنی ان زوجہ محترمہ کو اخراجات بھیجتے تھے۔

Marfat.com

(۳) پانڈووال میں شادی:

آپؒ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم بی بیؒ نے اپنے آبائی علاقے موضع پانڈووال تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں اپنے خاندان کی ایک خاتون حضرت آمنہ بی بیؒ م ۱۹۳۹ء سے آپؒ کی یہ تیسری شادی جون ۱۸۹۷ء میں کی۔ان زوجہ محترمہ سے چار صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے پیدا ہوئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔صاحبزادی صاحبہ صالحہ بی بی/سائیں سال ولادت: ۱۸۹۸ء وفات: ۲۱ اگست ۱۹۸۶ء

۲۔صاحبزادی صاحبہ سکینہ بی بی سال ولادت: ۱۹۰۴ء وفات: ۱۷ اگست ۱۹۹۲ء

۳۔صاحبزادی صاحبہ حلیمہ بی بی سال ولادت: ۱۹۰۷ء وفات: ۸ مئی ۱۹۶۳ء

۴۔صاحبزادی صاحبہ معصومہ بی بی سال ولادت: ۱۹۱۷ء وفات: ۳ فروری ۱۹۷۴ء

۵۔صاحبزادہ صاحب شیر عالم سال ولادت: ۱۹۱۶ء وفات: ۲۵ دسمبر ۱۹۷۹ء

(۴) شاہ آباد کرنال میں شادی:

حضرت خواجہ سیّد محمد توکل شاہ صاحب انبالویؒ کی روح مبارک کے حکم سے آپؒ نے صالح اولاد نرینہ کے لئے یہ چوتھی شادی ضلع کرنال تحصیل شاہ آباد کے حضرت پیر جی سیّد علی حسین شاہ نقشبندی مجددی توکلیؒ کی دختر نیک اختر حضرت سیّدہ بشیر بیگمؒ (ولادت ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء) سے ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء میں کی۔اس وقت ان زوجہ محترمہ کی عمر ۱۷ سال تھی۔ان سے صرف ایک فرزند حضرت مولانا صاحبزادہ سیّد صدیق احمد شاہ صاحبؒ ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء میں پیدا ہوئے اور وہ درگاہ عالیہ کے پہلے سجادہ نشین ہوئے۔وہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ/۱۱ مئی ۱۹۷۴ء کو بروز ہفتہ صبح سحری کے وقت فوت ہوئے اور انہی کی اولاد سیدا شریف میں آج گدی نشین ہے۔یہ زوجہ محترمہ ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ/۱۳ ستمبر ۱۹۶۵ء کو ۶۷ سال کی عمر پا کر فوت ہوئیں۔قبر مبارک سیدا شریف میں ہے۔

Marfat.com

☆ تلامذۂ کرام

آپؒ کے بیشمار تلامذہ تھے کیونکہ آپؒ نے مختلف مقامات: دہلی، کرنال، انبالہ شریف اور سیدا شریف گجرات میں قریباً کل ۲۷ سال تدریس کے فرائض انجام دیئے تھے۔ ذیل میں آپؒ کے تین شاگرد علماء کے نام تحریر کئے جاتے ہیں جو مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ تو کلیہ سیدا شریف میں آپؒ کی زیر صدارت تدریس کرتے تھے:

۱۔ حکیم اکرام الحق صاحب شوق کرنالی (مدرس)

۲۔ صوفی محمد صادق الاسلام شاہ آبادی (مدرس)

۳۔ ابونعیم عبدالرحیم (انچارج دارالافتاء، مدرس)

Marfat.com

☆ خلفائے عظام

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے اپنے مریدین اور خلفاء کے بارے میں ایک مرتبہ اپنے خلیفہء اعظم حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ سے فرمایا تھا کہ ہمارے مریدین کی تعداد حضرت نبی کریم ﷺ کے حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں موجود عام صحابہؓ کی تعداد (تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار) کے برابر ہے اور خلفاء کی تعداد اس موقع پر موجود کبار صحابہؓ (تقریباً اسّی) کی تعداد کے برابر ہے۔ مگر ہمیں اب تک آپ کے صرف ۳۱ خلفاء کے نام دستیاب ہو سکے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت مولانا نور عالم نقشبندیؒ برادر اصغر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ موضع سیدا شریف تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین

۲۔ حضرت مولانا اصغر علی رادوروی المعروف بہ حضرت جرنیل صاحبؒ قصبہ رادور شریف تحصیل تھانیسر ضلع کرنال (بھارت)

۳۔ حضرت مولانا رحمت علی شاہؒ قصبہ میہم ضلع رہتک (بھارت) مدفون قصبہ تلمبہ تحصیل خانیوال ضلع ملتان

۴۔ حضرت مولانا عبداللہ خانؒ موضع پٹی ضلع امرتسر (بھارت)

۵۔ حضرت مولانا خلیفہ عبدالکریم شاہ صاحبؒ موضع کھبّا راجپوتاں ضلع امرتسر (بھارت)

۶۔ قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ محلہ نیو مسلم آباد شہر گجرات (پنجاب)

۷۔ حضرت مولانا پیر جی سیّد علی حسین شاہ نقشبندی مجددی توکلیؒ موضع شاہ آباد

Marfat.com

ضلع کرنال (بھارت)

(آپ کے فرزند بزرگ حضرت مولانا صاحبزادہ صدیق احمد صاحبؒ کے نانا)

۸۔ حضرت مولانا حکیم سیّد محمد محمود اختر نقشبندی مجددی توکلیؒ موضع شاہ آباد ضلع کرنال ثم قادر آباد تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین (آپ کے فرزند بزرگ حضرت مولانا صاحبزادہ صدیق احمد صاحبؒ کے ماموں)

۹۔ حضرت مولانا خواجہ اللہ رکھا صاحبؒ موضع خاص پور ضلع امرتسر (بھارت)

۱۰۔ حضرت مولانا سیّد عین الدین شاہؒ موضع بھگوان پور تحصیل دیپالپور ضلع ساہیوال

۱۱۔ حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہؒ ساکن موضع بوہت تحصیل پھالیہ ضلع گجرات (پنجاب)

۱۲۔ حضرت مولانا خلیفہ برکت علی صاحبؒ موضع چونڈہ دیوی امرتسر (بھارت)

۱۳۔ حضرت میاں حسن علی قریشیؒ ''بابارتی داڑھی والے'' موضع چونڈہ دیوی ضلع امرتسر (بھارت)

۱۴۔ حضرت میاں حسین علی قریشیؒ ''باباچٹی داڑھی والے'' موضع چونڈہ دیوی ضلع امرتسر (بھارت)

۱۵۔ حضرت مولانا حافظ فضل احمدؒ موضع رسول نگر تحصیل و ضلع گوجرانوالہ

۱۶۔ حضرت مولانا حافظ جمال الدینؒ سابق صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور، مدفون کٹھالہ شیخاں تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین

۱۷۔ حضرت مولانا حکیم حافظ احمد اسلامؒ موضع شاہ آباد ضلع کرنال (بھارت)

۱۸۔ حضرت مولانا خلیفہ عالم شاہ صاحبؒ موضع سجادہ ضلع امرتسر (بھارت)

Marfat.com

۱۹۔ حضرت مولانا منشی کرم الٰہی صاحبؒ موضع رسول نگر ضلع گوجرانوالہ

۲۰۔ حضرت مولانا منشی غلام جیلانی صاحبؒ موضع راہوالی ضلع گوجرانوالہ

۲۱۔ حضرت مولانا حکیم حافظ سیّد محمود علی شاہ گیلانیؒ کہروڑ پکا ملتان

۲۲۔ حضرت مولانا فتح محمد خان جالندھریؒ مترجم اردو ترجمہ قرآن مجید بنام "فتح الحمید" شہر جالندھر (بھارت)

۲۳۔ حضرت مولانا چوہدری مردان علی خانؒ راجپوت موضع بنڈالہ تحصیل و ضلع بھمبر آزاد کشمیر

۲۴۔ حضرت مولانا منشی صوفی محمد کریم صاحبؒ چمٹے والے

۲۵۔ حضرت مولانا محمد نور العین صاحبؒ ساکن موضع پھلراں سیداں ضلع جہلم سابق مدرسہ نعمانیہ لاہور

۲۶۔ حضرت مائی عمریٰ مجذوبہؒ تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین

۲۷۔ حضرت مولانا صوفی محمد صادق الاسلام شاہ آبادیؒ جامع اقوال و ملفوضات محبوبیہ بنام حیٰوۃ الروح

۲۸۔ حضرت مولانا عمر بخش مستؒ المعروف "مست عمرا"

۲۹۔ حضرت مولانا حافظ فتح محمدؒ رئیس ذیلداران و بانی مدرسہ عربیہ جامعہ فتحیہ ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور

۳۰۔ حضرت ملائے رولاؒ (ان کے خلیفہ خواجہ ادولکؒ تھے۔ ان کے خلیفہ محمد شاہ عالمؒ تھے۔ ان کے خلیفہ فیض محمد خانؒ تھے۔ جو کانجو سوات میں ہوئے۔ ان کے خلیفہ حضرت میاں عبدالرشید توکلیؒ عرف نوتاں والی سرکار سرگودھا میں ہوئے۔ جو

Marfat.com

۲۳ جولائی ۱۹۹۴ء کو گولی لگنے سے شہید ہوئے۔ حضرت میاں عبدالرشیدؒ کے حالات پر خالد مراد صاحب نے "تیرے پراسرار بندے تذکرہ حضرت میاں عبدالرشید قلندر المعروف نوٹاں والی سرکارؒ" کے نام سے ایک اچھی سوانح حیات تحریر کی ہے۔ یہ کتاب لاہور سے ۱۹۹۸ء میں طبع ہوئی ہے۔)

۳۱۔ حضرت بابو فیروز دینؒ سابق پوسٹ ماسٹر شہر گوجرانوالہ م ۱۹۵۶ء، محلہ اسلام آباد سٹریٹ نمبر ۴

Marfat.com

☆ تصانیف

۱۔ ذکر خیر/صحیفہ محبوب/مطبوع

۲۔ خیر الخیر/مرغوب السلوک/مطبوع

۳۔ ذکر کثیر/محبوب السلوک/مطبوع

۴۔ خیر کثیر (قلمی موجود فی خزانۃ الکتب پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر)

۵۔ تنویر الابصار لمن اراد ان یتمسّک بجنود الابرار/مطبوع

۶۔ شب حسیں بر عرش بریں/الاسراء الجمیل الی الرب الجلیل/لمعات احمدی مطبوع

۷۔ حیٰوۃ الروح/مرغوب القلوب فی اقوال المحبوب، مرتب: صوفی محمد صادق الاسلام شاہ آبادی، با تقدیم حضرت صاحبزادہ صدیق احمدؒ/مطبوع

۸۔ رسالہ نوادر آثار، تحقیق و ترتیب پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر یہ رسالہ آپؒ کے دو مکتوبات اور ایک فتویٰ کی متنی تحقیق پر مشتمل ہے۔

۹۔ رسالہ فی خواص و دعوۃ حسبنا اللہ و نعم الوکیل باموکل (قلمی موجود فی خزانۃ الکتب پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر)

۱۰۔ رسالہ فی خواص و دعوۃ حسبی اللہ لا الہ الّا ھو علیہ توکّلت وھو ربّ العرش العظیم باموکل (قلمی موجود فی خزانۃ الکتب پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر)

۱۱۔ رسالہ فی خواص و دعوۃ سورۃ والشّمس باموکل (قلمی موجود فی خزانۃ الکتب پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر)

Marfat.com

۱۲۔ رسالہ فی خواص و دعوۃ سورۃ الاخلاص بامؤکل (قلمی موجود فی خزانۃ الکتب پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر)

Marfat.com

☆ مذہب فقہ اور عقاید اسلامیہ

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ حنفی مذہب کے پیرو تھے اور ماتریدی عقاید رکھتے تھے۔ چنانچہ آپؒ اپنی کتاب خیر الخیر کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

"امابعد بندہ محبوب عالم توکلی ہاشمی نسباً و حنفی مذھباً
ونقشبندی نسبتاً و ماتریدی عقیدۃً عرض پرداز ہے"

☆ **مذہب فقہ:** جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ اپنے آپ کو حنفی المذھب لکھتے ہیں۔ اور وہ باقی ائمہ فقہ پر امام ابو حنیفہؒ کی فضیلت کو ثابت کرتے ہیں اور ان کی بلند شان کو بیان کرتے ہیں۔ وہ فقہ حنفی کے ممتاز زمانہ فقیہہ اور مفتی تھے۔ آپؒ ریاست رامپور کی اپیل کی آخری عدالت سلطانی (اجلاس ھمایونی) اور وہاں کی ہائی کورٹ (عدالت صدر مرافعہ) کے نائب مفتی اعظم / ڈپٹی چیف جسٹس آف رامپور سٹیٹ کے منصب جلیل پر ۱۸۷۵ء سے ۱۸۸۴ء تک پورے دس سال نہایت عزت اور احترام کے ساتھ متمکن رہے تھے۔ انبالہ شریف میں گیارہ سالہ قیام کے دوران انگریز ڈپٹی کمشنر انبالہ نے ریاست رامپور سے آپؒ کی حاصل کردہ قانونی ڈگریوں اور ڈپٹی چیف جسٹس کے ممتاز منصب کے کاغذات اور تمغہ جات کو دیکھ کر آپؒ کو سرکاری طور پر ضلع انبالہ کا مفتی شرع اسلام مقرر کر دیا تھا اور آپؒ نے اپنے پیشوا حضرت خواجہ سیّد محمد توکل شاہ صاحب انبالویؒ کے حکم پر اس منصب کو قبول کر لیا تھا۔ ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں آپؒ کے لئے ایک باعزت کرسی مقرر تھی۔ ضلع کے مسلمانوں کے مسائل کے حل کے لئے آپؒ کو بطور خاص بلایا جاتا تھا اور ان کے بارے میں آپؒ کی ہدایت اور رائے پر عمل کیا جاتا تھا۔ شہر انبالہ کے علماء اور عوام ڈپٹی کمشنر تک اپنے مسائل

Marfat.com

پہنچانے کے لئے آپؒ کا وسیلہ تلاش کیا کرتے تھے۔اور آپؒ بخوشی یہ خدمت انجام دیتے تھے اور اس پر ڈپٹی کمشنر بھی خوش ہوتا تھا۔

ازاں بعد جب آپؒ نے سید اشریف میں اپنا مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ تو کلیہ قائم کیا تو آپؒ اس میں (۱۹۰۳ء سے ۱۹۱۷ء تک جو آپؒ کا سال وفات ہے) چودہ سال تک فتویٰ نویسی کرتے رہے۔اور آپؒ کے یہ فتاویٰ جہلم، گجرات، گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور لاہور کے اضلاع میں نہایت وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔

حنفی فقہ میں فتوی نویسی میں آپؒ نے درج ذیل اپنے دو اساتذہ سے تخصّص (Specialization) حاصل کیا تھا:

ا۔ دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ م ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء سے جو اس مدرسہ کے پہلے صدر مدرس، شیخ الحدیث اور مفتی تھے۔تدریس حدیث، تدریس فقہ اور فتوی نویسی میں وہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے اسلوب کی پیروی کرتے تھے۔اس بنا پر وہ ''شاہ عبدالعزیز ثانی'' کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے۔

۲۔ رامپور کے مدرسہ عربیہ نواب فیض اللہ خان میں مولانا مفتی سعداللہ رامپوری م ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء سے جو اس ریاست میں اپیل کی آخری عدالت سلطانی (اجلاس ھمایونی) اور ہائی کورٹ (عدالت صدر مرافعہ) کے مفتی اعظم/چیف جسٹس آف سٹیٹ بھی تھے۔تدریس فقہ اور فتوی نویسی میں ان پر بھی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا اسلوب غالب تھا۔

آپؒ کے یہ دونوں اساتذہ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے، اپنے اسلوب فتویٰ نویسی میں خاندان ولی اللہی کے چشم و چراغ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے اسلوب فتوی

Marfat.com

نویسی سے متاثر تھے۔ لہذا حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کا اسلوب فتویٰ نویسی بھی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے تاثر کا ایک نتیجہ تھا۔ علم فقہ کی تدریس میں آپؒ کا طریقۂ تدریس بھی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ہی کا طریق تھا یعنی ہر مسئلہ فقہ میں فقہاء اسلام کے ائمہ اربعہ کے مواقف اور ان کے مستدلات کو واضح کرنے کے بعد حنفی مذہب کی ترجیح کو ثابت کرتے تھے۔

☆ عقاید اسلامیہ: عقائد کا تعلق خدا پر، اس کے ملائکہ پر، اس کے تمام رسولوں پر، اس کی اچھی بری تقدیر پر کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے، موت کے بعد دوبارہ زندگی پر حشر نشر حساب کتاب جنت اور دوزخ وغیرہ پر ایمان لانے سے ہے۔ اسلامی دنیا میں اسلامی عقاید کے دو امام ہیں۔ امام ابوالحسن اشعریؒ م ۳۲۴ھ اور امام ابومنصور ماتریدیؒ م ۳۳۰ھ۔ تمام احناف امام ابومنصور ماتریدیؒ کے تحقیق کردہ عقاید پر عمل کرتے ہیں اور شوافع امام ابوالحسن اشعریؒ کے مدوّن کردہ عقاید کی پیروی کرتے ہیں۔ مالکی اور حنبلی مذاہب والے بھی اشعریؒ ہی کے پیروکار ہیں اگرچہ بعض جگہ اشعریؒ سے اختلاف کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ عقاید کے لحاظ سے اپنے آپ کو ماتریدی کہتے ہیں۔ یعنی امام ابومنصور ماتریدیؒ کے پیروکار۔ ماتریدی عقاید، فلسفے اور منطق سے متاثر نہیں۔ جبکہ اشعری عقائد، منطق اور فلسفے سے متاثر ہیں۔ ماتریدی عقائد پر شرح عقائد، علامہ تفتازانیؒ کی وہ کتاب ہے جو برصغیر کے دینی مدارس میں متداول ہے۔ دیوبند اور بریلی کے مدارس میں بھی عقاید کے بارے میں یہی کتاب پڑھائی جاتی ہے اور عقاید میں دونوں مدارس کا عمل اس کتاب پر ہے۔ یہ دونوں مدارس حنفی المذہب اور ماتریدی العقاید ہیں۔ علاوہ ازیں جیسا کہ پہلے مذکور ہوا ہے جملہ عالم اسلام میں اور پورے برصغیر پاک و

Marfat.com

ہند میں تمام حنفی المذہب لوگ ماتریدی عقائد رکھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ بھی اپنے آپ کو عقاید میں ماتریدی ہی کہتے ہیں۔ چنانچہ امام ابو منصور ماتریدیؒ کے مسلک عقاید کی تعریف کرتے ہوئے اپنے رسالہ مبداء و معاد میں منہا نمبر ۴۲ کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

''درمیان علمائے اہل سنت طریق اصحاب شیخ الاسلام شیخ ابو منصور ماتریدی چہ زیبا است''

ترجمہ: علمائے اہل سنت کے درمیان شیخ الاسلام شیخ ابو منصورؒ کے اصحاب کا طریق کیسا خوبصورت ہے

اور پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ بھی اپنے آپ کو ماتریدی العقاید لکھتے ہیں۔ آپؒ عقاید کے فروع میں برصغیر پاک و ہند کے جمہور اہل سنت و جماعت کے مطابق تھے۔ آپؒ فاتحہ، تیجا، چالیسواں، عرس، میلاد النبیؐ قیام فی المیلاد اور صلاۃ وسلام وغیرہ سب کے قائل تھے اور ان پر عمل کرتے تھے۔ گیارہویں شریف کا ختم شریف باقاعدگی سے دلاتے تھے۔ بعد از وفات حیات انبیاء اور حیات اولیاء اللہ اور ان کے وسیلے کے قائل تھے۔ آپؒ کے یہ عقاید آپؒ کی کتاب ذکر خیر کے پانچویں باب میں درج ہیں۔

آپؒ نے ماتریدی عقاید کی درج ذیل کتب پڑھی تھیں اور ان کی تدریس کرتے تھے:

کتب عقاید:

شرح العقاید النسفیہ: تصنیف ملاّ سعد الدین تفتازانیؒ م ۷۹۱ھ

حواشی شرح العقاید النسفیہ: تصنیف ملاّ عصام الدین ھرویؒ

الخیالی علی شرح العقاید النسفیہ: تصنیف ملاّ احمد بن موسی شمس الدینؒ

Marfat.com

الشہیر بالخیالی م ۸۶۰ھ وملّا قرہ کمال ؒ

حواشی شرح العقاید النسفیہ: تصنیف ملّا سیّد شریف علی بن محمد جرجانی ؒ م ۸۱۲ھ

حواشی شرح العقاید النسفیہ: تصنیف ملّا عبدالحکیم سیالکوٹی ؒ

المواقف فی علم الکلام: تصنیف ملّا عضدالدین عبدالرحمٰن بن احمد الایجی ؒ م ۷۵۶ھ

شرح المواقف: تصنیف ملّا سیّد شریف علی بن محمد جرجانی ؒ م ۸۱۲ھ (۸ جلد)

رسالہ عضدیہ فی العقاید: تصنیف ملّا عضدالدین عبدالرحمٰن بن احمد الایجی ؒ م ۷۵۶ھ

رسالۃ المعتمد فی المعتقد: تصنیف علامہ شہاب الدین فضل اللہ تورپشتی ؒ م ۶۶۱ھ

شرح مقاصد الفلاسفۃ: تصنیف ملّا سعدالدین تفتازانی ؒ م ۷۹۱ھ

تجرید الاعتقاد: تصنیف ملّا نصیر الدین طوسی م ۶۷۲ھ

کشف المراد شرح تجرید الاعتقاد: تصنیف علامہ جمال الدین حلّی م ۷۲۶ھ

شرح جامع تجرید الاعتقاد (بحث امامت) جلد ششم: تصنیف احمد امینی نجفی

اوپر درج آخری تینوں کتب شیعی علم العقاید پر ہیں۔

احیاء علوم الدین: باب فی العقاید

غنیۃ الطالبین: باب فی العقاید

Marfat.com

مکتوبات امام ربانی: عقاید میں تین مکتوبات؛
دفتر اوّل مکتوب نمبر ۲۶۶، دفتر دوم مکتوب نمبر
۶۷ اور دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۷

الفقہ الاکبر تصنیف امام اعظم اور اس کی شرح: تصنیف ملاّ علی القاری

ابو منصور ماتریدیؒ کی کتب

ابوالحسن اشعریؒ کی کتب

عقاید الاسلام: تصنیف مولانا عبدالحق حقانی انبالوی ثم دہلوی مصنف تفسیر حقانی۔ جو غیر مسلموں اور قادیانیوں کے ساتھ مناظروں میں آپ کے ساتھی اور رفیق ہوتے تھے۔

درج ذیل کتب کی تدریس نہیں کرتے تھے البتہ ان کے حوالہ سے عقاید میں متشددانہ رویہ اختیار کرنے سے طلبہ کو منع کرتے تھے:

حسام الحرمین: تصنیف مولانا احمد رضا خان بریلوی

تقدیس الوکیل: تصنیف مولانا غلام دستگیر نامی

براھین قاطعہ: تصنیف مولانا خلیل احمد سہارنپوری

المھند علی المفند: تصنیف مولانا خلیل احمد سہارنپوری

کتاب تقویۃ الایمان پر مولانا احمد رضا خان کے تنقیدی رسائل

مولانا اشرف علی تھانوی کے مولانا احمد رضا خان کے جواب میں تحریر کردہ رسائل

Marfat.com

رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ: تصنیف مولانا امداد اللہ مہاجر مکیؒ

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددیؒ عقاید میں اعتدال، سلامت روی اور ادب کوملحوظ رکھتے تھے اور برصغیر کے جمہور اہل سنت و جماعت کے مطابق تھے۔ لاہور تشریف لاتے تو یہاں آپؒ کی تین ہی قیام گاہیں ہوتی تھیں۔

ا۔ تکیہ سادھواں رتکیہ ومدرسہ غوثیہ پیر عبدالغفار شاہ قادری جو آپؒ کا بہت ادب کرتے تھے۔

۲۔ مدرسہ نعمانیہ اندرون ٹیکسالی گیٹ

۳۔ جامع مسجد حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوریؒ نزد لنڈا بازار

یہ تینوں مقامات جمہور اہل سنت و جماعت کے مدارس فکر (Schools of thought) تھے اور یہاں آپؒ سے ملاقات کے لئے لاہور کے جملہ مشاہیر علماء، صوفیاء، وکلاء، ادباء اور شعراء حاضر ہوتے تھے اور فیضیاب ہوتے تھے۔

Marfat.com

☆عظیم کارنامہ: یہ درج ذیل دو عنوانات پر مشتمل ہے:

(i) تکوینی خدمات/منصب قیومیت کی بازآوری/سیاسی اسلام کے عروج کے پروگرام کو ترتیب

دے کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے اس کی منظوری حاصل کرنا:

اپنے شیخ طریقتؒ کی وفات (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) کے بعد آپؒ سات سال تک فراق و پریشانی کا شکار رہے اور اس دوران ترکی اور بغداد کے دو سفر کئے اور بغداد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار شریف پر دو سال تک معتکف رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس دوران امور تکوینیہ کی خدمات آپؒ کے سپرد کی گئیں اور پھر سیدا شریف میں قیام کے زمانہ میں چودہ سال (۱۹۰۳ء تا ۱۹۱۷ء) تک یہ خدمات انجام دیں۔ آپؒ کافی عرصہ تک اوتاد اکرم کے منصب پر فائز رہے۔ چنانچہ آپؒ کے روضہ شریف کے دروازے پر لگی پہلی سنگ لوح پر یہ منصب ۱۹۶۲ء تک قریباً ۴۴ سال تک پڑھا جاتا تھا۔ لیکن جب روضہ شریف کی تعمیر نو ہوئی تو یہ سنگ لوح ہٹالی گئی۔ آپؒ کے زمانے میں قطب زمانہ کوئی اور شخص تھے البتہ اوتاد اکرم کے منصب پر آپؒ خود فائز تھے جو آپؒ کی وفات کے بعد آپؒ کے خلیفۂ اعظم قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کو منتقل ہو گیا۔

لیکن واضح رہے کہ امور تکوینیہ کے تمام مناصب اور عہدے امور تکوینیہ کے خـلیفة اللّٰـه فی الارض کے ماتحت ہیں۔ یہ شخص ولایت نفس کا حکمران ہوتا ہے اور خلافت الٰہیہ/امور تکوینیہ ولایت نفس ہی سے متعلق ہے۔ ظـلـومٌ وجھـولٌ اور ظـالـمٌ لـنـفسـہ اس خلیفہ کا وصف ہے اور اس خلافت امور تکوینیہ سے خلافت امور تشریعیہ جو اولوالعزم انبیاء کا کام ہے، کہیں افضل ہے۔ انبیاء کی بعثت کا مقصد امور تشریعیہ کی تکمیل

Marfat.com

ہے۔حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ارشاد کے مطابق خلافت امور تکوینیہ ایک ادنیٰ درجہ ہے۔ اس کے اوپر مقام موسویت ہے اور پھر مقام خلّت اور پھر مقام حبیبیت ہے۔ یہ تین درجے خلافت امور تکوینیہ سے اوپر ہیں۔حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کو حضرت نبی کریم ﷺ کی کامل اطاعت کے طفیل اور اپنے مشائخ کے طفیل یہ سارے مراتب تفصیلاً حاصل ہوئے تھے۔ بڑے درجات کے مقابلے میں امور تکوینیہ کی خلافت ایک چھوٹا درجہ ہے۔حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ اس درجے کو بھی حاصل کرنا چاہتے تھے جو آپؒ کے زمانے میں مجذوبوں کے پاس تھا۔وجہ یہ کہ آپؒ کا خیال تھا کہ مجذوب لوگ شریعت کے تارک ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کے دورِ حکومت میں شریعت اور اہل شرع کو عزت حاصل نہیں ہوتی بلکہ کافر مسلمانوں پر غلبہ حاصل کر جاتے ہیں۔ چنانچہ آپؒ نے اپنے خلیفۂ خاص قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کو اپنے یوم وفات ۲۲ رمضان ۱۳۳۵ھ/۱۳ جولائی ۱۹۱۷ء سے ایک روز پہلے اپنے سامنے ایک کرسی پر بٹھا کر نعمت تامہ تفویض کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''مولوی صاحب! اس وقت تکوینی حکومت مجذوبوں کی ہے جو صرف برصغیر میں کامل طور پر ظہور میں آئی ہے اور برصغیر میں یہ حکومت سوات اور بنیر والے حضرت اخوند عبدالغفورؒ م ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۷ء سے ان کو ملی ہے۔لیکن ہم نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں مجذوبوں کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا ہے کہ مجذوبوں کے دور حکومت میں دین مشکلات اور رسوائی سے دوچار ہو گیا ہے۔

الحمدللہ! حضرت نبی کریم ﷺ نے اس مقدمہ کی ہماری عرضداشت کمال مہربانی سے منظور فرمالی ہے لہٰذا اب مجذوبوں کی حکومت جب بھی بدلے گی تو سالکوں کو ملے

Marfat.com

گی اور میں آپؒ کو بشارت دیتا ہوں کہ جب سالکوں کو یہ حکومت ملے گی تو امور تکوینیہ کا درجۂ قیومیت (قطبیت) آپؒ پر کھلے گا۔

مولوی صاحب! برصغیر ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی تنظیم مسلم لیگ بہت قوت پکڑ جائے گی اور ہندوؤں کی سیاسی تنظیم کے مقابل مسلمانوں کے لئے ایک الگ وطن کا مطالبہ کرے گی اور وہ کامیاب ہو جائے گی۔ چنانچہ ہندوستان کے دو حصّے ہو جائیں گے۔ ایک کا نام پاکستان ہوگا اور دوسرے کا نام بھارت ہوگا۔ البتہ کشمیر پر معاملہ متنازعہ ہو جائے گا۔ آپ کا وقت اس وقت تک ہے۔ پاکستان بننے کے ساتھ ہی دیگر اسلامی ممالک بھی آزاد ہونا شروع ہو جائیں گے۔ پھر ایک وقت آئے گا کہ پاکستان اور بھارت کی وسیع پیمانے پر جنگ ہوگی جس میں بالآخر پاکستان کو فتح ہوگی۔ اس کی سلطنت وسیع ہو جائے گی اور یہ بھارت اس کا ایک حصہ بن جائے گا۔“

واضح رہے کہ حضرت خواجہ محبوب عالمؒ برصغیر اور پوری دنیا کے سیاسی اور معاشرتی احوال سے بہت باخبر رہتے تھے۔ اخبارات کا باقاعدہ مطالعہ رہتا تھا اور لاہور سے دہلی تک آپؒ کے تبلیغی دورے بھی رہتے تھے۔ علاوہ ازیں ۱۹۰۳ء سے ۱۹۱۷ء تک کے دور میں آپؒ کے وطن سیداشریف جیسی دورافتادہ بستی میں بھی آپؒ کی سیاسی حالات سے باخبری کا یہ عالم تھا کہ لاہور اور جہلم وغیرہ سے اخبارات اور جرائد مثلاً روزنامہ پیسہ اخبار لاہور، روزنامہ پرتاب لاہور، روزنامہ زمیندار لاہور اور ہفت روزہ سراج الاخبار جہلم وغیرہ آپؒ کو سیداشریف میں بذریعہ ڈاک پہنچا کرتے تھے۔ آپؒ کے مدرسہ عالیہ کے ایک استاد ایک خاص وقت پر آپؒ کو روزانہ اخبارات اور جرائد پڑھ کر سناتے تھے جبکہ اس دوران آپؒ مراقب ہو جاتے تھے اور سنتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ فرماتے جاتے تھے۔ یہ خبراتنی

Marfat.com

درست ہے اور اتنی غلط ہے۔ یا کہ یہ خبر درست ہے اور یہ غلط ہے۔ یہ آپؒ کے کشف اور مشاہدے کی قوت کا حال تھا۔ اور اس وجہ سے کہ اخبارات میں بہت سی تحریرات بے سروپا بھی ہوتی تھیں آپؒ اخبارات کو پلندۂ زٹلیات کا نام دیتے تھے۔

اور مسلمانوں کی سیاسی صورتحال یہ تھی کہ مسلم لیگ ۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ء کو ڈھاکہ میں قائم ہو چکی تھی اور حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ جو پہلے ہنود کی سیاسی تنظیم کانگریس میں ایک سرگرم رکن کی حیثیت رکھتے تھے ۱۹۱۳ء میں مسلم لیگ میں داخل ہو کر اس کے ممتاز رہنما بن گئے تھے اور انہوں نے اپنی زبردست حکمت عملی سے حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کی وفات جولائی ۱۹۱۷ء سے قریباً چھ ماہ پہلے دسمبر ۱۹۱۶ء میں کانگریس اور مسلم لیگ کے مشترکہ معاہدے میثاق لکھنؤ میں برصغیر میں مسلمانوں کی الگ قومی حیثیت منوانے میں کامیابی حاصل کر لی تھی۔ اور اگرچہ حضرت خواجہ محبوب عالمؒ انگریزی حکومت کے خلاف کوئی بیان نہیں دیتے تھے تاہم انگریزی حکومت آپؒ کی ممتاز شخصیت اور ممتاز زمانہ لوگوں کے ساتھ آپؒ کے تعلقات اور مراسم کی بناء پر اور پنجاب اور سرحد میں آپؒ کے تبلیغی دوروں کی بناء پر آپؒ سے خائف رہتی تھی۔ چنانچہ سی آئی ڈی کا آدمی سادہ لباس میں جہاں کہیں بھی آپؒ جاتے تھے، آپؒ کے ساتھ ہوتا تھا خصوصاً سید اشریف حاضری دیتا تھا اور وہاں کی رپورٹ حکومت کو پہنچاتا تھا اور آپؒ بھی اسے پہچان جاتے تھے اور اس سے کوئی تعرض نہیں فرماتے تھے بلکہ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔

برصغیر میں سیاسی حالات اور ان میں مسلمانوں کی بہ حیثیت ایک قوم کے اس تناظر میں حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی اوپر مذکورہ وصیت کو دیکھنا چاہئے جس کے بعد آپؒ نے اپنے خلیفۂ اعظم قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ

Marfat.com

کودائرہ قیومیت کی توجہ دی اور مزید ارشاد فرمایا:

''مولوی صاحب دائرہ قیومیت کا سبق سلوک کے اسباق میں سے نہیں ہے۔ انشاء اللہ یہ مرتبہ جو محض موہبت ربانی ہے۔ آپؒ پر کھلے گا۔''

ازاں بعد ۱۹۳۴ء میں وہ مجذوب بزرگ جو قطب مدار تھے فوت ہو گئے تو تکوینی حکومت مجذوبوں کے تصرف سے نکل گئی اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے سالکوں کو ملی تو جناب رسالت مآب ﷺ کی طرف سے امورِ تکوینیہ کی سربراہی کا رتبہ قیّومیّت کی صورت میں حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے خلیفۂ خاص قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کو عطا ہوا۔ اس سے کچھ دن قبل قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کی ملاقات حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ م ۱۹۳۷ء سے ہوئی تو انہوں نے آپؒ کو دیکھتے ہی ارشاد فرمایا:

''مولوی صاحب! میں تمام دنیا کی برگزیدہ ارواح کو اور زندہ اہل اللہ کو آپؒ کی طرف متوجہ دیکھتا ہوں یقیناً قطبیت عالم کا درجہ آپؒ کو ملنے والا ہے۔''

یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ قیومیت کا مرتبۂ عظیم جو ۱۸۵۷ء میں حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلویؒ م ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء کے حجاز کی طرف ہجرت کر جانے سے اس خاندان سے ختم ہو گیا تھا، حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی مقبولیت اور کوشش سے دوبارہ خاندان مجددیہ تو کلیہ میں واپس آیا۔ اس بارے میں راقم کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

لب آشنائے لطف بیان و ادا ہے آج ... دل ہمکنار لذت جوش نوا ہے آج
ذکر حضور سیدویؒ راحت فزا ہے آج ... کیف و سرور و شوق کا عالم سوا ہے آج

Marfat.com

فضل خدا سے آپؒ نے پایا ہے جو کمال　　پیدا نہیں ہر دور میں اس کی کوئی مثال
نسبت کی منزلت ہوئی ہے آپؒ سے بحال　　اے بازِ آور دُرِ قیوم خوش خصال

حامی ہیں آپ سرورِ کونینؐ آپؒ کے　　گیتی نمو پذیر ہے عالی جنابؒ سے
اونچی ہے بارگاہ، مجالِ سخن کسے　　لطف و کرم حضور کا ظلّ ہما رہے

یہ التجا ہے حضرت خواجہؒ پاک سے　　ارمان سینکڑوں ہیں دل بیقرار کے
ہرگام صبر آزما ہیں مرحلے ہوئے　　نگہ کرم کہ غنچۂ امید وا کرے

تاج قبول آپؒ کے سر پہ سدا رہے　　یہ آفتاب قائم اوج سما رہے
مظہر رہینِ بادۂ صدق و صفا رہے　　شان کرم کا دو جہاں میں تذکرا رہے

ایسی ہی ہستی مبارک کو علامہ اقبالؒ عبدہ کا لقب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

عبدہٗ از فہم تو بالا تراست　　زانکہ اوہم آدم وہم جوہر است
عبدہٗ صورت گرِ تقدیر ہا　　اندرو ویرانہ ہا تعمیر ہا!

Marfat.com

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر ماسراپا انتظار او منتظر!

عبدہٗ دہر است و دہراز عبدہٗ ست ماہمہ رنگیم او بے رنگ و بوست!

عبدہٗ با ابتدا بے انتہاست عبدہٗ را صبح وشام ما کجاست!

کس زسرّ عبدہٗ آگاہ نیست عبدہٗ جز سرّ الّا اللّٰہ نیست!

لا الٰہ تیغ و دم او عبدہٗ فاش تر خواہی بگو ھُوْ عبدہٗ

عبدہٗ چند و چگونِ کائنات عبدہٗ رازدرونِ کائنات!

مدّعا پیدا نگردد زین دوبیت تانہ بینی از مقام مَارَمَیت

علامہ اقبال اسے سوار اشہب دوران اور سواد دیدہ امکان کا لقب بھی دیتے ہیں اور کہتے ہیں:

اے سوار اشہب دوراں بیا

اے سواد دیدۂ امکاں بیا

اور حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ارباب طریقت کی اصطلاح میں چودھویں صدی ھجری کی مجدّد دوران آپ ہی کی ہستی مبارک ہے۔ چنانچہ جب ۱۹۳۴ء میں حضرت قطب الارشاد قیومیت کے منصب پر فائز ہوئے تو سیاسی اسلام کا عروج شروع ہو گیا اور حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی وفات ۱۹۱۷ء کے تیس سال بعد ۱۹۴۷ء میں آپؒ کی پیش گوئی پوری ہوئی اور برصغیر دو مملکتوں پاکستان اور بھارت میں بٹ گیا۔ اسلامی ممالک میں سب سے پہلے پاکستان قائم ہوا اور پھر آہستہ آہستہ دوسرے اسلامی ممالک بھی آزاد ہونے لگے حتی کہ ۲۰۰۰ء تک ۵۶ اسلامی ممالک

Marfat.com

آزادی کی نعمت سے ہمکنار ہو چکے تھے۔اور یہ تمام برکات منصب قیومیت کے سالکین میں واپس آنے کی ہیں۔والحمدللہ علی ذالك

Marfat.com

(ii) تجدید طریقۂ مجدّدیہ اور تسہیل مراتب سلوک

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے تصفیۂ قلب، تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قالب کے لئے جو سلوکِ تربیت ترتیب دیا وہ عین بعین انبیاء کرام علیہم السلام کا سلوک تربیت ہے۔ جو انہیں بارگاہِ ربّ العزّت سے عطا ہوا اور جس سے انہوں نے اپنے اصحاب کو تعلیم و تربیت بہم پہنچائی۔ خصوصاً وہ سلوک تربیت جو حضرت نبی کریم ﷺ سے مختص ہے۔ جس سے اللہ جلّ شانہُ نے ان کی تربیت فرمائی اور ازاں بعد اس سے حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کی تربیت کی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ بار بار یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا طریق عین بعین صحابہ کرامؓ کا طریق ہے۔ اس سلوک تربیت کی واردات حضرت مجدد الف ثانیؒ پر حضرت نبی کریم ﷺ کی روح مبارک کی طرف سے اور اللہ جلّ شانہ کی طرف سے مسلسل اور نہ تھمنے والی بارش کی صورت میں ہوتی تھی۔ چنانچہ آپؒ اظہار تشکر کے طور پر اپنے کئی مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں:

من آں خاکم کہ ابر نو بہاری کند ہر آن بر من قطرہ باری
اگر بر روید از تن صد زبانم چو سبزہ شکر لطفش کے توانم

ترجمہ: میں وہ مٹی ہوں، ابر نوبہاری کرے رحمت سے جس پر قطرہ باری
اگر ہر بال میں میرے زباں ہو نہ پھر بھی شکر نعمت کچھ بیاں ہو

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا کہنا ہے کہ ان کا سلوک انبیاء کرامؑ کی شاہراہ ہے۔ جس سے وہ واصل الی اللّٰہ ہوئے اور پھر انہوں نے مخلوق خدا کو اسی شاہراہ سے خدا تک پہنچایا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اس قول کی تصدیق اکتوبر ۱۹۹۸ء کو راقم کو بطور واردات اور مشاہدات اس وقت ہوئی جب راقم نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا:

Marfat.com

''آپ کا طریقۂ تزکیۂ نفس اور سلوک الی اللہ کیا ہے؟ ازراہ مہربانی میرا تزکیۂ نفس اس طریقہ سے فرمایا جائے اور اسی طریقہ سے وصول الی اللہ کرایا جائے جس طریقہ کو آپؐ نے اپنے صحابۂ کرامؓ کے لئے استعمال کیا اور چونکہ اللہ تعالیٰ کا آپؐ کے بارے میں ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الاُمِّیِّنَ رَسُولاً مِّنهُم یَتلُوا عَلَیهِم
آیٰتِهِ وَیُزَکِّیهِم وَیُعَلِّمُهُمُ الکِتَابَ وَالحِکمَةَ. وَاِن
کَانُوا مِن قَبلُ لَفِی ضَلٰلٍ مُّبِینٍ O (جمعہ،۶۲:۲)

ترجمہ: وہی تو خدا ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے (محمدؐ کو)
پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو ان کے سامنے اسکی آیتیں پڑھتے ہیں
اور ان کا تزکیۂ نفس کرتے ہیں اور انہیں (خدا کی) کتاب
اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ واضح گمراہی
میں تھے

(فتح الحمید بتصرّف یسیر)

لہٰذا نہایت ادب سے میری گزارش ہے کہ اس آیت مبارکہ میں ''وَیُزَکِّیهِم'' کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ قیامت تک اپنی امّت کے تزکیۂ نفس کے لئے آپؐ ہی کی ذات والاصفات مامور من اللہ ہے۔ لہٰذا میری التجاء یہ ہے کہ اگرچہ میرے پیروں نے میرا تزکیہء نفس کیا ہے تاہم چونکہ آپؐ تزکیۂ نفس کے لئے براہ راست مامور ہیں، لہٰذا ازراہ مہربانی میرا تزکیۂ نفس خود فرمایئے تاکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ آپؐ کا طریقۂ مبارک کیا ہے۔'' میرا یہ اصرار کافی عرصہ رہا حتیٰ کہ حضور علیہ السلام نے میری درخواست کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور میرے مشائخ کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے میرا تزکیۂ نفس کرنا شروع

Marfat.com

فرمایا۔ میرا نفس ایک سانپ کی شکل میں میرے جسم سے باہر آ گیا اور وہ مجھ پر تابڑ توڑ حملے کرنے لگا۔ جس سے بچنا محال ہو گیا۔ حضورؒ نے فرمایا کہ کلمہ طیبہ شریف پڑھ کر اس کے حملہ کو روک دو۔ میں مسلسل کلمہ طیبہ شریف پڑھتا تھا اور اس کے حملہ کو روکتا تھا اور اسے دور کر دیتا تھا۔ لیکن وہ پلک جھپکنے میں پھر دوسرا حملہ کر دیتا تھا۔ میرا ایک ماہ اپنے نفس کے ساتھ اس جنگ میں گزر گیا۔ کھانا پینا بھول گیا۔ ملاقاتیں ختم ہو گئیں۔ میں زندگی سے بیزار ہو گیا۔ یہ نفس ایک لحظہ چین نہیں لینے دیتا تھا۔ نہ سونے دیتا تھا، نہ کھانا کھانے دیتا تھا، نہ لیٹنے دیتا تھا۔ پلک جھپکنے میں تابڑ توڑ حملے کرتا تھا۔ ایک ماہ کے بعد میری ہمت جواب دے گئی۔ تو حضورؒ نے فرمایا کہ اب یہ حملہ کرے تو کلمہ طیبہ شریف پڑھ کر اسے میری طرف اچھال دو۔ آپؒ میرے کمرے کی مغربی دیوار کے ساتھ اونچائی پر لگے ہوئے ایک تخت پر تشریف فرما تھے۔ ساتھ ہی حضرت غوث اعظمؓ اپنے تخت پر تشریف فرما تھے۔ میں نے بصد مشکل نفس کو دو تین دفعہ اوپر اچھالا۔ حتیٰ کہ تیسری دفعہ حضرت نبی کریم ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ مبارک سے پکڑ لیا اور حضور غوث اعظمؓ کے حوالہ کر دیا۔ میں نے نیچے سے دیکھا کہ غوث اعظمؓ نے ایک قربان گاہ (Altar) پر میرے نفس کے سر کو رکھ کر اسے ایک بڑے ٹوکے سے کاٹ دیا۔ اس کا سر دوسری جانب جا گرا اور اس کا دھڑ ایک غبارے کی مانند، جس کی ہوا نکل گئی ہو، نیچے آیا اور دور جا کر فضا میں تحلیل ہو گیا۔ میں نے سمجھا کہ میں مر گیا ہوں۔ موت و حیات کی یہ کشمکش تین دن رات رہی۔ پھر میں نے دیکھا کہ میرا ایک اور نفس جو مٹیالے رنگ کا ہے، میرے پاس آ گیا۔ اسے دیکھ کر مجھ پر شدید گریہ طاری ہوا۔ تمام کوتاہیاں، لغزشیں اور گناہ یاد آنے لگے اور میں اس نفس کو مخاطب کر کے اس کو اپنے ان گناہوں کا سزاوار ٹھہراتا تھا اور گریہ وزاری کے ساتھ توبہ و استغفار کرتا تھا۔ یہ کیفیت بھی تین دن رات

Marfat.com

رہی۔ پھر وہ نفس غائب ہو گیا ور ایک آسمانی رنگ کا نفس میرے سامنے آیا۔ جس کے آنے سے مجھے سکون ملا۔ بیقراری ختم ہوئی۔ وضو کر کے پہلی دفعہ نماز پڑھی۔ یہ عصر کا وقت تھا۔ سر سجدہ میں رکھا تو تمام اعضائے جسمانی کامل سکون اور اطمینان سے لذت یاب ہوئے اور قرب ربّانی حاصل ہوا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زرد رنگ کا جو تمہارا نفس تھا وہ نفس لمّارہ ہے، اسے کاٹنے کے سوا اس کا کوئی اور علاج نہیں ہے کیونکہ گمراہ کرنا اس کی فطرت میں ہے۔ اسے کاٹنے کی ڈیوٹی جب سے غوث اعظم اس جہان میں پیدائش کے بعد اپنے منصب پر متمکن ہوئے ہیں، ہم نے ان کے سپرد کر دی ہے۔ اس کے بعد مٹیالے رنگ کا جو نفس آیا وہ تمہارا نفس لوامہ تھا۔ جو نفس لمّارہ کے قتل کے ۴۸ گھنٹے بعد پیدا ہوا۔ پھر اس کے چلے جانے کے ۴۸ گھنٹے بعد جو نیلگون نفس تمھارے پاس آیا اور اس سے تمہیں سکون، اطمینان کامل اور قرب ربّانی نصیب ہوا وہ تمہارا نفس مطمئنہ ہے۔ ازاں بعد کئی مسلمانوں کے نفوس میرے سپرد کئے گئے اور حکم ہوا کہ ان کے نفس لمّارہ کو کاٹو اور انہیں نفس لوامہ سے گزار کے نفس مطمئنہ تک پہنچاؤ۔ میں آپ ﷺ کے سامنے ان نفوس کو کاٹتا رہا۔ اس پر حضرت غوث اعظمؒ نے مسکرا کر فرمایا: ''الشیخ یُحیی و یُمیت کا جو قول اولیاء اللہ میں مشہور ہے وہ یہی ہے کہ وہ نفس امّارہ کو مار دیتے ہیں، نفس لوامہ کو زندگی دیتے ہیں اور پھر نفس مطمئنہ پیدا کرتے ہیں۔'' نفس لمّارہ کٹنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے اور نفس لوامہ اور مطمئنہ آدمی کے ساتھ رہتے ہیں۔ چھوٹی موٹی غلطیاں ہوتی رہتی ہیں۔ جس کے لئے دن میں استغفر اللہ ربّی من کلّ ذنب و اتوب الیہ پڑھا جاتا ہے۔ یہ نفس لوّامہ کا علاج ہے اور باقی نفس مطمئنہ حاصل ہونے کے بعد عبادات میں اور ظاہر زندگی میں سکون اور اطمینان کامل نصیب ہوتا ہے۔ اس طرح سے گویا مجھے تزکیۂ نفس کے بارے میں

Marfat.com

حضرت نبی کریم ﷺ سے اور حضرت غوث اعظمؒ سے براہ راست تلمذ کا شرف حاصل ہوا۔ پھر حضرت نبی کریم ﷺ نے مجھے لطائف خمسہ عالم امر طے کرا کے میرے قالب کا تصفیہ فرمایا تو مجھ پر منکشف ہوا کہ یہ سارا کچھ تو وہی سلوک ہے جسے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بیان کیا ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے مسکرا کر ارشاد فرمایا: ''مجدد صاحبؒ کو یہ سلوک ہم ہی نے عطا کیا ہے اور یہ ہمارا اور تمام انبیاء کرامؑ کا سلوک ہے۔'' اس سے میرے اندر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اس قول کے بارے میں عین الیقین اور حق الیقین پیدا ہوا کہ آپؒ کا طریقۂ مبارک ہی انبیاء کرامؑ کا اور صحابہ کرامؓ کا طریق ہے اور مجھ پر اپنے مشائخ طریقت کی فضیلت اور ان کی کرامت واضح اور بیّن ہو گئی۔ چنانچہ میں خدا اور اس کے رسول ﷺ کے حضور سراپا تشکر اور اطمینان بن گیا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کو اس سلوک کو، جسے وہ لطائف عشرہ انسانی پر مشتمل قرار دیتے ہیں۔ جن میں سے پانچ لطائف عالم امر کے ہیں اور پانچ عالم خلق کے، کامل تفصیلات کے ساتھ دیکھنے میں پورے دس سال لگ گئے۔ آپؒ اپنے مریدین اور خلفاء کی تربیت فرماتے رہے اور آپؒ کا سلوک اور اس کی توضیحات آپؒ کے مکاتیب میں جگہ جگہ لکھی پڑی ہیں۔ ان کی توضیحات آپؒ کے فرزند اور جانشین حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور ان کے برادر بزرگ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کے مکاتیب میں بھی ملتی ہیں۔ جن کو موضوعی ترتیب کے ساتھ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے ایک خلیفہ ملّا محمد باقر بن شرف الدین لاہوری نے اپنی کتاب ''کنز الهدایات'' میں جمع کیا ہے۔ اور یہ کتاب طریقۂ مجددیہ کے طلّاب کے لئے ایک ناگزیر اور اہم ترین نصاب تربیت بن گئی ہے۔ اللہ پاک انہیں حسن جزا دے۔ انہوں نے بڑا کام کیا ہے۔ لیکن سلوک مجددی کی مزید توضیحات اور اسکی بطور فن مکمل تدوین کا کام

Marfat.com

ابھی باقی تھا۔ جسے حضرت شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی مجددیؒ نے انجام دیا۔ انہوں نے اس کا ایک صاف ستھرا اور یقینی اور تفصیلی نصاب ترتیب دیا اور اس سے دنیا کے مشرق و مغرب سے آنے والے طلّاب طریقت کی تربیت کی۔ بلاشبہ ان کی کامیاب مساعی سے سلوک مجدّدی کی اس پہلی دفعہ کی باقاعدہ تدوین سے اقصائے عالم تک طریقۂ مجددیہ کی نشر و اشاعت ممکن ہوئی۔ اللہ پاک ان کو زیادہ سے زیادہ اپنے فضل و کرم سے نوازے آمین۔ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ نے طلّاب کی ہمتوں کو کم دیکھا تو پانچ لطائف عالم امر کو بالتفصیل طے کرانے سے احتراز کیا اور عموماً انہیں اجمالی طور سے طے کرانے گئے۔ اور آخر عمر تک اس پر کمر بستہ رہے۔ حضرت شاہ احمد سعید مجددیؒ کے بعد ان کا سلسلہ ان کے خلیفۂ اعظم خواجہ دوست محمد قندھاریؒ کی طرف منتقل ہوا تو پھر اس سلسلے میں لطائف عشرہ کو تفصیلات کے ساتھ طے کرنا ختم ہو گیا اور اجمالی تعلیم پر ہی اکتفاء کیا جانے لگا چنانچہ مجددی سلوک تفصیلی واردات کی بجائے اجمالی رنگ اختیا کر گیا۔ البتہ حضرت شاہ ابو سعید مجددیؒ کے خلیفہ مولانا محمد شریف قندھاریؒ جو زاہد مرتاض تھے، انہوں نے تمام لطائف کو کامل تفصیلات ہی کے ساتھ طے کیا تھا اور وہ انہیں تفصیلات ہی سے طے کراتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت خواجہ سیّد محمد توکل شاہ صاحب انبالویؒ تک نوبت پہنچی۔ آپؒ نے ان لطائف کو مزید وسعت اور تفصیلات کے ساتھ طے کیا اور اپنے مریدین کو انہی وسیع تفصیلات کے ساتھ یہ لطائف طے کراتے تھے۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کا دور آیا۔ انہوں نے ریاضات اور مجاہدات کی انتہا کر دی۔ طریقۂ مجددیہ کو اپنے پیشواؒ سے حاصل کرنے کے بعد اسکی اصل کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کی روح مبارک سے، آپؒ کے مکتوبات، حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مکتوبات، کنز الھدایات اور حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

Marfat.com

کے مکتوبات کے بالاستیعاب مطالعہ سے حاصل کیا۔ مجددی سلوک کے بارے میں جو مجددی مشائخ کا لٹریچر تھا وہ سب آپؒ نے کھنگال ڈالا۔ ازاں بعد حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے بعد طریقۂ مجددیہ کی اپنی اصل پر تجدید کی اور یہ بھی دیکھا کہ طلاّب طریقہ کی ہمتیں زیادہ ریاضت اور مجاہدے کی متحمل نہیں ہیں، تو سلوک مجددیہ کے لطائف و کمالات اور حقائق کی تفصیلی تعلیم کے لئے ایک آسان راستہ ایجاد کیا اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے اسکی منظوری حاصل کی اور اس کے مطابق طلاّب طریقہ کی تربیت کرنے لگے۔ یہ سلوک مجددی ایک عمر شدید قسم کے ریاضات اور مجاہدات اور وسیع مطالعے کے بعد نہایت اعلیٰ ترتیب سے آپؒ کی انگلیوں کے پوروں (finger tips) پر آ گیا تھا۔ چنانچہ طالب اور سالک کو منٹوں میں مراتب سلوک طے کرا دیتے تھے۔ مہارت کا یہ عالم تھا کہ سلوک کی جو اصل ترتیب ہے اس کا التزام ضروری نہیں سمجھتے تھے بلکہ طالب کی استعداد کو دیکھ کر دوسرے، تیسرے یا پانچویں لطیفے ہی سے تعلیم کا آغاز کر دیتے تھے اور اسی کے ذیل میں باقی لطائف طے کرا دیتے تھے۔ کبھی عالم امر کے لطائف سے تربیت کا آغاز کرتے تھے اور کبھی عالم خلق کے لطائف سے آغاز تربیت کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ سلوک مجددی ان کے سامنے رواں ہو گیا تھا۔ چنانچہ آپؒ فرماتے تھے:

۱۔ سلوک گڑیوں کا کھیل ہے۔

۲۔ سلوک کی مثال حروف ابجد جیسی ہے اصل بات تو اس سے آگے جا کر بنتی ہے۔

۳۔ سلوک کو مکمل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اے طالب اب تیرے مجاہدے کا وقت ہے۔

پھر ایک طالب کی درخواست پر، جن کا نام آپؒ نے منشی کرم الٰہی درزی ساکن رسول نگر لکھا ہے، آپؒ نے دو ماہ کی قلیل مدت میں سلوک مجددی پر اپنی گراں قدر تصنیف خیر

Marfat.com

الخیر تصنیف فرمائی۔ جس کے بنیادی ماخذ دو ہیں:

(۱) حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کا رسالہ **ایضاح الطریقة**

(۲) حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ کا رسالہ **ھدایة الطالبین**

علاوہ ازیں مکتوبات امام ربانی اور آپؒ کے رسائل مجددیہ، مکتوبات معصومیہ، مکتوبات خواجہ محمد سعیدؒ، مکتوبات شاہ غلام علی دہلویؒ، مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ، معمولات مظہریہ، کنز الھدایات اور ارشاد الطالبین بھی خیر الخیر کے اہم ماخذ ہیں اور آپؒ نے ان سب سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشھود پر آپؒ کی گرفت بڑی مضبوط اور ماہرانہ تھی۔ آپؒ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ سے ملاقات کے لئے گولڑہ شریف تشریف لے گئے۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ حضرت محی الدین ابن عربیؒ کے پیروکار تھے اور ان کی کتب ''فتوحات مکیہ'' اور ''فصوص الحکم'' کا باقاعدہ درس دیتے تھے۔ اپنے دور میں ابن عربیؒ کے افکار کے سب سے بڑے عالم شمار ہوتے تھے۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ سے ملاقات ہوئی تو آپؒ کے ساتھ ایک حجرے میں بند ہو گئے۔ خادموں کو حکم ہوا کہ کسی سے ملاقات نہ کرائی جائے اور روٹی پانی اپنے اوقات پر اندر پہنچائے جائیں۔ اس حجرے میں تین دن رات وحدۃ الوجود کے مسائل پر دونوں حضرات میں علمی بحث اور تحقیق ہوتی رہی۔ تین دن کے بعد حجرے کا دروازہ کھلا۔ دونوں حضرات باہر تشریف لائے تو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ، حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے بے حد شکر گزار ہوئے اور فرمانے لگے:

''وحدۃ الوجود کے مسائل میں مجھے کچھ گنجھلک تھی۔ آپؒ کی اس سہ روزہ علمی ملاقات سے الحمدللہ میری وہ گنجھلک دور ہو گئی ہے۔ میں نے عرب بھی گھوما ہے اور عجم بھی

Marfat.com

گھوما ہے، میری یہ گتھلک کسی نے رفع نہیں کی، آپؒ نے اسے علمی طور پر بھی اور روحانی طور پر بھی میرے سامنے حل کر دیا ہے۔ میں آپؒ کا نہات شکر گزار ہوں۔ میں نے آپؒ کی بلند شان کا عالم اور بلند احوال درویش نہ عرب میں دیکھا ہے نہ عجم میں۔''

ازاں بعد خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کو انہوں نے اپنی چشتی نسبت بطور ھدیہ پیش کی جسے آپؒ نے قبول کرلیا۔ ازاں بعد حضرت پیر صاحب گولڑویؒ آپؒ کا اتنا احترام کرتے تھے کہ اس واقعہ کے قریباً ایک سال بعد اپنے خلیفہ سیّد محمود شاہ گیلانی کو بلا کر اچانک حکم دیا کہ تمہارا فیض اور حصہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے پاس ہے لہٰذا فوراً رخت سفر باندھو اور سیدا شریف حاضر ہو جاؤ۔ وہ آپ کو بلا رہے ہیں۔ حضرت سیّد محمود شاہ گیلانی ہر چند معذرت خواہ ہوئے اور بہت روئے دھوئے کہ وہ اس آستانہ سے جدا نہیں ہوں گے مگر آپؒ نے فرمایا کہ جب خدا کی مرضی یہی ہے تو تمہاری یہ معذرت کیا معنی رکھتی ہے۔ چنانچہ طوعاً و کرھاً حضرت سیّد محمود شاہ گیلانی حضرت پیر صاحب گولڑویؒ کو آخری سلام کر کے سیدا شریف حاضر ہو گئے۔ حضرت خواجہ محبوب عالمؒ نے فرمایا: ''آ گئے ہو۔ اچھا میری بکریاں چراؤ۔'' وہ چھ ماہ بکریاں چراتے رہے اور سخت پریشان ہوئے کہ مجھے کیا کام سپرد کر دیا ہے۔ پھر خواجہ صاحب نے بلا کر فرمایا: اب بکریاں چرانے کی ڈیوٹی ختم ہوئی اور انہیں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کر کے سلوک مجددی کے اسباق دیئے۔ چھ ماہ ان کی مشق کروائی اور پھر حکم دیا کہ جاؤ ہمارے سلسلہ کی اشاعت کرو اور بھارت کے کسی شہر میں بھیج دیا۔ پاکستان بننے پر وہ واپس لاہور آئے اور اب ان کا مزار کروڑ پکا میں مرجع خلائق ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ طریقۂ مجددیہ کی تعلیمات میں اور سلوک مجددی کے بارے میں مشائخ اور طلاّب کی کم ہمتی کی وجہ سے بڑی کمزوریاں پیدا ہوئی ہیں۔

Marfat.com

مشائخ اور طلاّب فن کا ماہر بننے کی بجائے خلافتیں حاصل کرنے اور خلافتیں تقسیم کرنے کے چکر میں پڑ گئے ہیں۔ مجددی سلوک کے لطائف کے نام رٹا دئے جاتے ہیں اور ان کے اذکار ظاہری طور پر کروا دئے جاتے ہیں۔ لیکن ان کی واردات اور مشاہدات کی دنیا ختم ہوگئی ہے۔ مجددی طریق کے مختلف سلاسل میں جیسا کہ راقم نے دیکھا ہے کہیں بھی واردات اور مشاہدات نہیں پائے جاتے، بدعات نے ڈیرہ ڈال رکھا ہے اور حرص و ہوس نے مشائخ اور طلاّب دونوں کو اسیر کر رکھا ہے۔ الحمدللہ حضرت خواجہ محبوب عالمؒ نے اس گئے گزرے دور میں طریقۂ مجددیہ کو اپنی اصل پر قائم کیا، اسمیں داخل ہونے والی بدعات کو دور کیا اور واردات و مشاہدات کی دنیا کو آباد کیا۔ تصفیۂ قلب، تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قالب کی صحیح دولت کو تقسیم کیا۔ بلاشبہ آپؒ اس دور حاضر میں طریقۂ مجددیہ کے مجدد وقت ہیں۔ آپؒ کے بعد آپؒ کے خلیفۂ اعظم قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ نے آپؒ کے اس تجدیدی کارنامے کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ بڑی استقامت کے ساتھ اس کی وسیع پیمانے پر نشر اشاعت کی اور ایسے کثیر اصحاب تیار کئے جو فرشتہ صورت اور فرشتہ سیرت تھے اور اخلاق نبوت اور واردات و مشاہدات نبوت کے وارث تھے۔ میں نے چار سال شب و روز آپؒ کے ساتھ رہ کر آپؒ سے یہ دولت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ محض آپؒ کی مہربانی سے حاصل کی اور خدا کا شکر ہے کہ انقلابات زمانہ اور مشکلات و مصائب کے ہجوم کے باوجود راقم اس کو اس کی اصل پر قائم رکھنے میں ابھی تک کامیاب ہے اور اس کی طرف سے طلاّب طریقت کو دعوت عام ہے کہ:

اگر داری ہمائے بخت بر سر ———— اگر داری چراغ شوق در بر
بگیر از ما مئے ناب پیمبرؐ ———— بیا یک بار اندر مجلس ما

Marfat.com

راقم پھر واضح کرتا ہے کہ اگر مجددی سلوک کی کوئی حقیقت ہے تو وہ صرف اسی حبیبی محبوبی اور توکلی طریق ہی میں ہے یہیں ہے یہیں ہے اور صرف یہیں ہے۔اس پر خدا کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

دور حاضر میں مجددی سلوک پر درج ذیل کتب لکھی گئی ہیں:

۱) مقامات فضلیه تصنیف: سیّد زوار حسین شاہ صاحب نقشبندی مجددیؒ

۲) عمدة السلوك تصنیف: سیّد زوار حسین شاہ صاحب نقشبندی مجددیؒ

۳) اسباق السالكين تصنیف: مرزا امجد بیگ صاحب نقشبندی مجددیؒ

۴) هداية السالكين تصنیف: اخوند سیف الرحمٰن پیرارچی

نوٹ: پہلی تین کتب کے بزرگوں کا سلسلۂ طریقت خواجہ دوست محمد قندھاریؒ تک پہنچتا ہے لہٰذا ان کا طریق بھی مجددی سلوک کے اجمال کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ جبکہ چوتھی کتاب میں اصل مجددی سلوک مفقود ہے اور تواجد کے نام سے بدعات شامل کر دی گئی ہیں۔لہٰذا سراسر غیر معتبر ہے اور مصنف کے پیروکار جو سیفی کہلاتے ہیں فیضان سے یکسر خالی ہیں اور ریا اور عُجب پر عامل ہیں۔

لیکن راقم نہایت وثوق، تحقیق اور دیانت کے ساتھ یہ کہتا ہے کہ ان سب کتابوں کے مابین حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی تصنیف لطیف ''خیر الخیر'' کی شان ان سب کے سامنے مجددی سلوک کے ایک مینارۂ نور کی صورت نمایاں ہے کیونکہ وہ اپنی اصل پر قائم ہے۔کتاب خیر الخیر کی تصنیف ہوئی تو بارگاہ رسالت ﷺ سے آپؒ کو مُسَهِّلُ الطريقة على الخليقة کا گراں قدر لقب عطا ہوا۔یہ اس کتاب کے امتیاز اور قبولیت کی ایک واضح دلیل ہے۔حضرت خواجہ محبوب عالمؒ نے خیر الخیر کے علاوہ مقامات سلوک کو اپنی کتاب ذکر

Marfat.com

خیر کے آخر میں بھی اختصار سے درج کیا ہے۔ سلوک مجددی کے موضوع پر آپؒ کی ایک اور تصنیف ذکر کثیر ہے جو مجددی مقامات سلوک اور ان کے اوراد و وظائف کے ساتھ ان مقامات کے بارے میں سو سے زاید ہدایات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی بڑی اہمیت یہ ہے کہ حضرت شاہ غلام علی مجددی دہلویؒ کا مجموعہ وظائف ایک صدی تک نقشبندیوں مجددیوں کے ہاں رائج رہا پھر وہ ناپید ہو گیا۔ حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کی یہ تصنیف اس کمی کو شافی اور وافی طور پر پورا کرتی ہے۔ تجدید طریقہ مجددیہ اور تسہیل مراتب سلوک کے اس عظیم کارنامے کے پیش نظر جو حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے انجام دیا ہے۔ بجا طور پر آپؒ کو دور حاضر کا شاہ غلام علی ریا شاہ غلام علی ثانی کہا جا سکتا ہے۔

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے ملفوظات میں جن کو آپؒ کے تلمیذ خاص اور مرید مخلص حضرت مولانا صادق الاسلام شاہ آبادیؒ نے حیٰوۃ الروح کے نام سے تحریر کیا تھا۔ درج ہے کہ حضرت خواجہ صاحبؒ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ انہیں بارگاہِ رب العزت سے سلطان الاکابر کا گراں قدر لقب بھی عطا ہوا۔ جس پر آپؒ نے ارشاد فرمایا: ''اس سے ہمیں امید پیدا ہو گئی ہے کہ ہمارے سلسلہ میں قیامت تک اکابر پیدا ہوں گے۔'' علاوہ ازیں آپؒ کی وفات کے قریب مشائخ طریقت کی ارواح تشریف لائیں تو آپؒ کے ایک خلیفہ برحق حضرت مولانا بابا حسین علیؒ ساکن چونڈہ دیوی ضلع امرتسر نے غیب سے سنا کہ عرش مجید پر آپؒ کو خلیل الرحمٰن کے لقب سے پکارا گیا ہے۔ اور یہ مقام اکابر مشائخ مجددیہ کے نزدیک مقام خلّت سے عبارت ہے۔ یہ دونوں القابات (سلطان الاکابر اور خلیل الرحمٰن) بھی دلالت کرتے ہیں کہ آپؒ کی ہستی مبارک اس دور میں اکابرین سابقین مجددیہ کی سیرت اور ان کے کمالات کی جامع تھی اور یہ کہ آپؒ نے

Marfat.com

طریقۂ مجددیہ کی جو تجدید کی تھی اسی کی بدولت آپؒ کو اکابر طریقہ مجددیہ کے یہ کمالات حاصل ہوئے تھے۔

راقم نے خیر الخیر کو ایک مرتبہ اپنے پیشوائے پاکؒ سے سبقاً سبقاً مشاہدات اور واردات کے ساتھ پڑھا اور دو مرتبہ آپؒ کے حکم سے حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کی روح مبارک سے اس کو پڑھا۔ والحمدللّٰہ علی ذالک

لہٰذا راقم نے خیر الخیر کے بلند مقام کی مناسبت سے اور اس کی تفہیم کے حوالے سے درج ذیل کتب تحریر کی ہیں:

۱۔ خیر الخیر کی مبسوط اور تحقیقی شرح

۲۔ خیر الخیر کی جامع تلخیص سوالاً جواباً

اور مجددی سلوک کے بارے میں خود بھی ایک تحقیقی رسالہ بنام چوب کلیم ترتیب دیا ہے۔

Marfat.com

☆ آستانہ عالیہ / روضہ شریف / سالانہ عرس / ہجوم خلایق

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے تین دفعہ سیداشریف سے لاہور کی جانب نقل مکانی کا ارادہ کیا۔ آپؒ یہاں کے غیر مہذب لوگوں کے رویّے سے تنگ تھے جن پر علم وفکر دونوں کا اثر اتنا ہی کم تھا جتنا کہ وہاں کی سخت مٹی کے ڈھیلے پر موسلا دھار بارش کا ہوتا ہے کہ مٹی کا ڈھیلہ اپنی اوپر کی سطح پر آدھ انچ تک نرم ہو جاتا ہے لیکن جب اسے توڑا جائے تو وہ اندر سے خشک اور سخت ہوتا ہے۔ لیکن ہر دفعہ جب گڈ پر گھر کا سامان لاد کر روانگی کے لئے تیار ہو جاتے تھے حضرت نبی کریم ﷺ کی روح مبارک سے ارادہ ملتوی کرنے کا حکم ہو جاتا تھا۔ روح رسول ﷺ کا ارشاد ہوتا تھا کہ آپؒ چلے جائیں گے تو اس بستی کے لوگوں کی بخشش کا سامان کیا ہوگا۔ چنانچہ آپؒ سامان اتار کر رکھ دیتے تھے۔ حتیٰ کہ تیسری دفعہ ایسی کوشش کے بعد آپؒ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی روح مبارک کے اصرار پر نقل مکانی کا ارادہ مستقل طور پر ترک کر دیا۔ اس ضمن میں آپؒ یہ شعر پڑھا کرتے تھے جو یقیناً آپؒ ہی کا ہے۔

سیدے دی اس بستی اندر نوروگائے بیڑے

نوردے وچ قصور نہ کوئی، قدر نہ کردے بھیڑے

پھر آپؒ کی وفات کے بعد آپؒ کے مزار شریف کی برکت سے یہ جگہ نور خداوندی اور تجلیات الٰہیہ کے نزول کا مرکز بن گئی۔ آپؒ نے اپنی قبر وفات سے چھ ماہ پہلے ہی تیار کروا لی تھی اور وہاں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے اور طلبہ سے پڑھواتے تھے۔ آپؒ اپنی قبر کی جگہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے کہ لوگ جسے سیداشریف کہتے ہیں وہ صرف اتنی جگہ ہے اور ارشاد فرمایا کرتے تھے:

Marfat.com

''میری قبر کی حفاظت کتے بلے اور نامحرم سے کرنا''

اور اپنے خلیفۂ اعظم حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کو مخاطب کر کے فرماتے تھے:

''پیر کی قبر کو پختہ کرنے اور روضہ شریف بنانے پر ہی ساری قوت اور توجہ صرف نہ کر دینا بلکہ اپنے وظائف اور اپنی نسبت کی حفاظت کرنا اور میرے سلسلہ کی اشاعت پر بھرپور توجہ دینا میری نعمت کو خوب تقسیم کرنا۔ ماتھ دیگاں پکا دتیاں نیں تے تسی ورتایو۔ میرے مزار کو فی الحال کچا ہی رہنے دینا۔ جب میں چاہوں گا اپنا روضہ خود ہی بنوا لوں گا۔''

چنانچہ آپؒ کی وفات کے بعد مذکورہ مقام قبر آپؒ کے روضہ شریف سے عبارت ہوا۔ جسکی چھت سادہ لکڑیوں کی تھی اور دیواریں کچی تھیں۔ اس روضہ شریف کا دروازہ جانب جنوب چھوٹا سا تھا۔ آپؒ کی مسجد شریف بھی عرصہ تک پختہ نہ ہوئی لیکن دنیا ہجوم در ہجوم یہاں آتی تھی اور فیضان پاتی تھی۔ آپؒ کے خلفاء یہاں حاضری دیتے تھے اور لوگوں کی صحیح تربیت کرتے تھے۔ جاہ و جلال اور مال و منال کی طرف، اچھے کھانوں اور لنگر کی طرف کسی کی مطلق توجہ نہیں ہوتی تھی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کی زندگی میں ایک خراس لگوایا گیا تھا، جس کو ایک اونٹ چلاتا تھا اور روزانہ لنگر کے لئے گندم پیسی جاتی تھی اور وہ روزانہ استعمال ہو جاتی تھی۔ اس سے آنے والے طالبوں کی تعداد کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کا لنگر صرف دوپہر کو کھلتا تھا۔ دال روٹی ملتی تھی۔ حکم ہوتا تھا کہ جس قدر جی چاہے پیٹ بھر کر کھانا کھا لو۔ صبح کے ناشتے اور شام کے کھانے کا رواج نہیں تھا۔ ارشاد فرماتے تھے اگر تم پیر کو مصروف کر دو گے کہ وہ تمہاری ظاہری ضروریات کا خیال رکھے اور کھانے پینے کی چیزوں پر توجہ دے تو پھر تم اس کے

Marfat.com

باطنی استفادہ سے محروم رہو گے۔ اپنے پیر کو ان چیزوں سے فارغ رکھو تا کہ وہ اپنے مراقبات اور توجہات سے تمہارے باطن اور ذہن کی صفائی کرے اور تمہارے ظاہری اور باطنی امور کو ترقی دے۔

Marfat.com

مزار مبارک اور روضہ شریف کی تعمیر:

پھر ۱۹۶۲ء کا واقعہ ہے کہ ۲۶ رجب کو سالانہ عرس کے موقع پر مشہور اردو شاعر حفیظ جالندھری، خالق قومی ترانہ اور مصنف شاہنامۂ اسلام اپنے بعض دوستوں کے ساتھ آستانہ عالیہ محبوبیہ پر حاضر ہوئے تو انہوں نے وہاں موجود ایک ارادتمند حاجی شیخ منظور حسین صاحب سے گزارش کی کہ حضرت صاحبؒ کا مزار شریف بہت نیچا ہو گیا ہے قبر شریف کو اونچا کرنا چاہیئے۔حاجی شیخ منظور حسین صاحب نے ان کی بات سے اتفاق کیا اور وعدہ کر لیا کہ انشاللہ ایسا کریں گے۔

چنانچہ حاجی شیخ منظور حسین صاحب نے سجادہ نشین آستانہ عالیہ محبوبیہ حضرت صاحبزادہ صدیق احمد صاحبؒ کے سامنے یہ بات بیان کی اور ان سے اجازت لی کہ قبر شریف اور روضہ شریف کی دوبارہ تعمیر کی جائے کچی مٹی کی دیواریں خستہ تھیں۔چھت کا بھی کوئی حال نہ تھا۔قبر شریف بھی کچی تھی۔۱۹۱۷ء سے ۱۹۶۲ء تک پنتالیس (۴۵) سال گزر چکے تھے حضرت صاحبزادہ صاحبؒ نے اجازت دے دی۔چنانچہ چند معزز علماء اہل دل اور پاکیزہ اصحاب کی موجودگی میں آپؒ کی قبر شریف کی ڈاٹ کو کھولا گیا تو قبر شریف کا ایک حصہ کھل گیا اور تیز خوشبو کے جھونکے آنے لگے۔سبحان اللہ آپؒ کا جسد اطہر کفن میں ملبوس بے غبار پڑا ہوا تھا۔قبر شریف بہت صاف اور شفاف تھی۔اردگرد کی دیواروں سے مٹی کا ایک ذرہ بھی نیچے نہیں گرا تھا کیونکہ قبر شریف میں چاروں طرف کسی مضبوط اور دیمک سے متاثر نہ ہونے والی لکڑی کے پھٹے لگے ہوئے تھے۔حضرت صاحبزادہ صاحبؒ اور بعض لوگ زیارت سے شرف یاب ہوئے۔پھر جلدی قبر شریف کو بند کر دیا گیا اور اطراف میں پکی دیواریں اٹھا کر قبر شریف کو اونچا کر دیا گیا اور روضہ شریف کا کمرہ بھی پہلی بنیادوں پر ہی

Marfat.com

پختہ دیواروں کی شکل میں اٹھایا گیا۔ اس طرح روضہ شریف اور مسجد آستانہ عالیہ کی نئی تعمیر ۱۹۶۲ء سے ۱۹۹۶ء تک ۳۳ سال تک ہوتی رہی بحمد للہ اب یہ کام مکمل ہو گیا ہے۔ اب آستانہ عالیہ محبوبیہ کا ظاہری حسن و جمال علاقے بھر میں اپنی مثال آپ ہے۔

لوح مزار پر حضرت خواجہ صاحبؒ کے وہ القابات تحریر کئے گئے ہیں جو آپؒ کے خلیفہ اعظم قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ صاحبؒ نے ۱۹۴۳ء میں اپنے ایک خط میں حضرت صاحبزادہ صدیق احمد صاحبؒ کو تحریر کئے تھے۔

اس وقت یہ آستانہ عالیہ تمام جدید سہولتوں سے آراستہ ہے۔ یہ گاؤں پھالیہ سے قادر آباد جانے والی پکی سڑک پر پھالیہ سے قریباً بارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ دن رات سڑک پر ٹریفک چلتی رہتی ہے۔

سالانہ عرس ۲۶ رجب کی رات کو، جو حضور ﷺ کی شب معراج ہے، شروع ہوتا ہے اور اگلے دن عصر کے وقت تک جاری رہتا ہے۔ بیشمار طالبان الٰہی کو اپنی طرف جذب کرتا ہے۔ عرس پر مسجد کے وسیع صحن میں جگہ جگہ ٹیلی ویژن کے ذریعے سٹیج کی تصویر اور آواز پہنچانے کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ عرس والی رات تمام گاؤں میزبان ہوتا ہے۔ چنانچہ سب گھروں میں آنے والے مہمانوں کے لئے بستر اور کھانے پینے کا بندوبست ہو جاتا ہے۔ لنگر صبح دوپہر شام تینوں وقت وسیع پیمانے پر جاری رہتا ہے۔ آستانہ عالیہ کے زیر انتظام بزم توکلیہ نامی ایک ادارہ بھی قائم ہے جو حضرت خواجہ صاحبؒ کی کتابوں کی نشر و اشاعت کا انتظام کرتا ہے۔ صاحبزادہ محمد احمد ایم۔ ایس۔ سی۔ کیمسٹری جو صاحب مزار کے پوتے ہیں، سجادہ نشین ہیں، نہایت بااخلاق اور درویش صفت ہیں اور اپنے بزرگوں کی سیرت کا صحیح نمونہ ہیں۔

Marfat.com

اجتماع اہل طریقت/سالانہ عرس کیسے شروع ہوا:

مولانا مخدوم حافظ فضل احمد ساکن رسول نگر نے جو حضرت خواجہ صاحبؒ کے نہایت مخلص اور قدیم خادم تھے، بارہا آپؒ کی خدمت اقدس میں درخواست کی کہ اہل طریقت (اہل سلسلہ) کے لئے اجتماع کی کوئی تقریب مقرر فرمادیں تاکہ تمام اہل سلسلہ اکٹھے ہو کر نسبت اور محبت کو تازہ کرسکیں۔ مگر آپؒ ہر بار فرماتے تھے کہ اس جھنجھٹ کا کیا فائدہ خواہ مخواہ ہجوم خلق ہو کر طبیعت کی پریشانی کا باعث ہوگا مگر حافظ صاحب کے مسلسل اصرار کی وجہ سے ایک روز آپؒ نے فرمایا کہ ہم بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں اگر منظوری ہوگئی تو شروع کریں گے ورنہ نہیں۔

چند روز بعد حضورؒ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے نہ صرف درخواست قبول فرمائی ہے بلکہ اس تقریب کے لئے شب معراج کا موقع مقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ اسی سال سب اہل طریقت کو مطلع کر دیا گیا اور مسجد کے صحن میں نہایت سادگی اور خوبصورتی سے مٹی کے پیالوں میں بنولے اور سرسوں کا تیل ڈال کر روشنی کا انتظام کیا گیا۔ اس طرح اس عظیم الشان تقریب کا آغاز حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی قادری توکلیؒ کی زندگی ہی میں ہوا اور جو آج تک جاری ہے اور دنیا بھر میں یہ واحد جگہ ہے جہاں آج بھی سالانہ عرس آپ کی تاریخ وفات ۲۲ رمضان کی بجائے ۲۶ رجب/شب معراج کو منعقد ہوتا ہے۔ آپؒ اہل طریقت کو ہدایت کیا کرتے تھے کہ اس موقع پر ان کی حاضری سارے سال کی حاضری کے مترادف ہے اور تاکید کرتے تھے کہ اس موقع پر غیر حاضری نہ ہو۔

Marfat.com

۳۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے ہم استاذ اور ہمدرس رہنے والے ممتاز علمائے کرام

دارالعلوم دیوبند میں حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے خاص استاد حضرت مولانا محمد یعقوب صدیقی چشتی نانوتویؒ م ۳ ربیع الاوّل ۱۳۰۲ھ/۲۱ دسمبر ۱۸۸۴ء تھے۔ جو وہاں کے پہلے شیخ الحدیث اور صدر مدرس تھے۔ اس زمانے میں ان دونوں مناصب کو صرف صدر مدرس ہی کہتے تھے۔ علاوہ ازیں وہ اس ادارے کے پہلے مفتی اور ناظم امتحانات بھی تھے۔ وہ دارالعلوم دیوبند آنے سے پہلے انگریزی حکومت کے محکمہ تعلیم میں ضلع سہارنپور میں ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز رہے تھے۔ اور پانچ صد (۵۰۰) روپے ماہوار مشاہرہ پاتے تھے۔ محض مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے ایماء پر جو ان کے خالہ زاد تھے اور استاد بھائی بھی تھے انگریزی سروس سے مستعفی ہو کر دارالعلوم دیوبند میں اس کے آغاز کار ہی میں ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ/۳۰ مئی ۱۸۶۶ء کے قریباً پانچ ماہ بعد رجب ۱۲۸۳ھ/نومبر ۱۸۶۶ء میں بمشاہرہ تیس (۳۰) روپے ماہوار آ گئے اور انہوں نے اس کے بعد اپنی وفات ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء تک کامل اٹھارہ سال تدریس، افتاء اور نظامت امتحانات کے فرائض انجام دئے۔ اس عرصے میں ان کی آغوش تدریس و تربیت سے جو کبار علمائے کرام نکلے اور زمانے میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے، ان کی تعداد ستتر (۷۷) بنتی ہے۔

البتہ ان میں سے وہ کبار علمائے کرام جو حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے پانچ سالہ دور تعلیم/اکیڈیمک سیشن (۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء---۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ھ) کے دوران اس گرامی منزلت استاذ سے فیض یاب ہوئے ان کی تعداد پچیس (۲۵) ہے، ان میں سے چند علمائے کبار کے اسمائے گرامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جو خاص طور پر حضرت خواجہ

Marfat.com

محبوب عالم نقشبندیؒ کے ہم استاذ اور ہمدرس رہے۔

۱۔مولانا میر باز خان تھانویؒ (۱۲۵۸ھ/۱۸۴۲ء---۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء):

۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء میں دارالعلوم میں داخل ہوئے۔۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء میں سب سے پہلے فارغ التحصیل ہوئے اور دارالعلوم دیوبند میں پڑھانے لگے۔دارالعلوم مظاہر العلوم سہارنپور میں بھی پڑھاتے رہے۔ حضرت شیخ عبدالرحیم سہارن پوری م۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء خلیفہء حضرت شیخ اخوند عبدالغفور سواتیؒ معروف بہ اخوند صاحب سواتی نقشبندی سہروردی قادریؒ م۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء سے بیعت تھے اور حضرت عبدالرحیم سہارنپوریؒ کے ممتاز خلفاء میں شمار ہوتے تھے بڑے صاحب کشف وکرامات بزرگ ہوئے۔۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں فوت ہوئے۔

۲۔مولانا فتح محمد تھانویؒ (۱۲۵۲ھ/۱۸۳۶ء--- ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء):

۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء میں دارالعلوم میں داخل ہوئے اور ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء میں پہلی دفعہ جن تین طلبہ نے فراغت پائی ان میں سے ایک مولانا فتح محمد تھانویؒ بھی ہیں۔جبکہ دوسرے دو طلبہ مولانا میر باز خانؒ اور حافظ احمد حسنؒ تھے جو مولانا سیّد احمد حسن امروہیؒ سے علاوہ ہیں۔یہ تینوں طلبہ فراغت تعلیم کے بعد دارالعلوم میں تدریس کرنے لگے اور اس میں مشہور ہوئے۔

۳۔شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (۱۲۶۸ھ/۱۸۵۱ء---۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء):

مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ کے صاحبزادے تھے اور دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے طالبعلم تھے۔آپ حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کے ساتھ ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں دستار فضیلت پاکر فارغ التحصیل ہوئے۔۱۲۸۸ھ/۱۸۹۰ء میں دارالعلوم دیوبند میں صدر

Marfat.com

المدرسین اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ اردو ترجمہ قرآن مجید اور تراجم ابواب بخاری آپ کی یادگار ہیں۔ آپؒ کے تلامذہ میں درج ذیل نے خاص شہرت پائی۔

۱۔ مولانا انور شاہ کشمیری ۲۔ مولانا حسین احمد مدنی

۳۔ مولانا کفایت اللہ دہلوی ۴۔ مولانا شبیر احمد عثمانی

۵۔ مولانا سیّد اصغر حسین دیوبندی ۶۔ مولانا سیّد مناظر احسن گیلانی

۷۔ مولانا عبید اللہ سندھی ۸۔ مولانا محمد میاں منصور

آزادی ہند کے لئے آپ کی تحریک ریشمی رومال نے نہایت اہم کردار ادا کیا۔ اس ضمن میں جزیرہ ءمالٹا میں اسیر بھی رہے۔ دار العلوم دیوبند کو اصل تشخص، علمی وقار، رونق اور عزت وشہرت ان کے دم سے ملے۔

۴۔ مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ (م ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء):

۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء میں دار العلوم میں داخل ہوئے اور شیخ الہند اور حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کے ساتھ ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

آپ کی چند گراں قدر تصانیف درج ذیل ہیں۔

(i) سنن ابی داوٗد کے مبسوط حواشی بزبان عربی التعلیق المحمود۔ طبع اوّل مطبع مجیدی کانپور

(ii) سنن ابن ماجہ کے حواشی بزبان عربی۔ طبع اوّل مطبع نامی کانپور

(iii) تلخیص المفتاح کے حواشی بزبان عربی۔ طبع اوّل مطبع نامی کانپور

(iv) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی ایک مفصل سوانح حیات بھی لکھی تھی جو قریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل تھی یہ سب کتب متعدد بار طبع ہو کر علماء اور طلبہ کے

Marfat.com

درمیان تاحنوز متداول ہیں اور عوام الناس کے درمیان قبولیت اور افادہ کا باعث ہوئی ہیں۔

۵۔مولانا سیّد احمد حسن امروہیؒ (۱۲۶۷ھ/۱۸۵۰ء---۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء):

امروہہ کے سادات رضویہ میں سے تھے۔شیخ الہندؒ اور حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کے ساتھ ۱۲۹۰ھ/۷۳-۱۸۷۳ء میں دستار فضیلت پاکر فارغ التحصیل ہوئے۔درج ذیل اکابر علمائے حدیث سے بھی اجازت حدیث لی:

۱۔مولانا احمد علی سہارنپوریؒ

۲۔مولانا عبدالقیوم بھوپالیؒ

۳۔مدینہ منورہ حاضر ہوکر حضرت شاہ عبدالغنی مجددی دہلویؒ سے حدیث کی اعلی ترین سند پائی۔

اورانہوں نے مکہ مکرمہ حاضر ہوکر حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ سے بیعت اور خلافت کا شرف بھی پایا۔پھر امروہہ واپس آکر وہاں کے قدیم مدرسہ کونئی رونق دی اور اسے علوم وفنون کا مشہور مرکز بنادیا۔انہوں نے طب کی تعلیم طبیب دوران حکیم امجد علی خان امروہی سے حاصل کی پھر حاذق تلامذہ تیار کئے۔چنانچہ حکیم فرید احمد عباسی انہی کے تلامذہ میں سے تھے جو طبیہ کالج دہلی کے پرنسپل مقرر ہوئے۔مولانا احمد حسن امروہی کے مضامین اور تقاریر کا مجموعہ افادات احمدیہ کے نام سے مطبوع ہے۔

۶۔مولانا عبدالعلی میرٹھیؒ (م ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء):

مولانا احمد حسن امروہی، شیخ الہندؒ اور حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کے ساتھ ۱۲۹۰ھ/۷۳-۱۸۷۳ء میں دستار فضیلت پاکر فارغ التحصیل ہوئے۔مدرسہ شاہی مرادآباد میں

Marfat.com

رہے پھر مدرسہ عبدالرب دہلی میں طویل مدت تک صدر مدرس رہے۔ زہد وتقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان کے تلامذہ کے وسیع حلقہ میں مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی جیسے اکابر شامل ہیں۔ تمام عمر تدریس حدیث نبویؐ میں گزار دی۔

۷۔ مولانا عبدالحق پورقاضویؒ (۱۲۵۸ھ/۱۸۴۲ء--- ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء):

قصبہ پور قاضی ضلع مظفر نگر وطن تھا۔ ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء میں داخل ہوئے اور ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء میں تعلیم سے فراغت پائی مگر دستار فضیلت شیخ الہندؒ اور حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کے ساتھ ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں حاصل ہوئی۔ ریاست رتلام میں اکاؤنٹنٹ جنرل مقرر ہوئے اور اپنی وفات تک اس منصب پر متمکن رہے۔ علمائے سلف کا نمونہ تھے۔ انہوں نے اپنی چھوٹی بیٹی سُعدیٰ خاتون کو اس کی شادی کے موقع پر جو نصائح لکھ کر دیں، انہیں مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب بہشتی زیور میں بہترین جہیز کے نام سے شامل کر لیا۔

۸۔ مولانا محمد مراد فاروقی مظفر نگریؒ (۱۲۶۲ھ/۱۸۴۵ء--- ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء):

دارالعلوم کے ابتدائی طلبہ میں سے ہیں۔ ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء میں تعلیم سے فراغت پائی۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے مظفر نگر میں جامع مسجد حوض والی میں مدرسہ جاری کیا تو ان کو صدر مدرس مقرر کیا۔ یہ مدرسہ تدریس میں بہت مشہور ہوا اور مدرسہ مرادیہ کے نام سے موسوم ہو گیا۔

ان میں سے بھی حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کا زیادہ قریبی تعلق (۱) شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، (۲) مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ اور (۳) مولانا سیّد احمد حسن امروہیؒ کے ساتھ تھا۔ ان تینوں حضرات نے مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے علاوہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے بھی خاص استفادہ کیا تھا۔ جبکہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

Marfat.com

سے کوئی خصوصی استفادہ نہیں کیا تھا لیکن عمومی استفادہ حاصل تھا۔وجہ یہ کہ آپؒ کو مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے ساتھ ایک خصوصی لگاؤ تھا اور وہی آپ کے خاص استاد تھے کیونکہ وہ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس، مفتی اعظم، شیخ الحدیث اور کنٹرولر امتحانات ہونے کے ساتھ ساتھ ولی اللہ بھی مشہور تھے اور مجذوب کہلاتے تھے۔

دارالعلوم دیوبند میں زمانہ تعلیم کے دوران مولانا فخر الحسن اپنے وطن کی نسبت سے گنگوہی، مولانا سیّد احمد حسن اپنے وطن کی نسبت سے امروہی اور حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ اپنے وطن کی نسبت سے پنجابی معروف تھے اور محبوب عالم پنجابی کہلاتے تھے۔

Marfat.com

۴۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے معاصر مشائخ طریقت، علمائے کرام اور حکمران جن سے آپؒ کے قریبی روابط رہے

مشائخ طریقت:

۱۔ حضرت قاضی سلطان محمود سہروردی قادریؒ اعوان شریف (۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء --- ۱۳ھ/۱۹۱۹ء)

۲۔ حضرت پیر مہر علی شاہ چشتیؒ گولڑہ شریف (۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء --- ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء)

۳۔ حضرت ملا شور بازار فضل عمر نقشبندی مجددیؒ سابق وزیر اعظم افغانستان (۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء --- ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء)

۴۔ حضرت مولانا ارشاد حسین نقشبندی رامپوریؒ (۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء --- ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۴ء)

۵۔ حضرت مولانا پیر عبد الغفار شاہ قادریؒ تکیہ سادھواں لاہور (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء)

۶۔ حضرت خواجہ امیر الدین نقشبندی کوٹلویؒ (۱۲۰۷ھ/۱۷۹۰ء --- ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء)

۷۔ حضرت میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوریؒ (۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء --- ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء)

۸۔ حضرت مولانا شاہ ابو الخیر نقشبندی مجددیؒ چتلی قبر دہلی (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۵ء --- ۱۳۱ھ/۱۹۲۴ء)

۹۔ حضرت مولانا محمد قاسم نقشبندیؒ موہڑہ شریف (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)

۱۰۔ حضرت بابا فقیر محمد نقشبندی چوراہیؒ (م ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء)

۱۱۔ حضرت خواجہ محمد خان عالم نقشبندیؒ باؤلی شریف (م ذو الحجہ ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۲ء)

۱۲۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث نقشبندیؒ (۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء --- ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء)

Marfat.com

۱۳۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ ثانی نقشبندیؒ (۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء---۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء)

۱۴۔ حضرت مولانا حافظ عبدالکریم نقشبندیؒ راولپنڈی (۱۲۶۴ھ/۱۸۴۸ء---۱۳۵ھ/۱۹۳۶ء)

۱۵۔ حضرت خواجہ غلام فرید چشتیؒ چاچڑاں شریف (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۲۱ء)

۱۶۔ حضرت خواجہ شمس الدین چشتی سیالویؒ (۱۲۱۴ھ/۱۸۰۰ء---۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء)

۱۷۔ حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ نقشبندی بیر بلویؒ (م ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء)

۱۸۔ حضرت پیر سیّد غلام حیدر علی شاہ چشتی جلالپوریؒ (م ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)

۱۹۔ حضرت مولانا ولی النبی نقشبندی مجددی رامپوریؒ (۱۲۴۴ھ/۱۸۲۸ء---۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء)

علمائے کرام:

۱۔ مولوی محرم علی چشتیؒ وکیل ہائی کورٹ لاہور (م ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء)

۲۔ حضرت مولانا محمد عالم آسی نقشبندی امرتسریؒ (م ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء)

۳۔ حضرت مولانا پروفیسر نور بخش نقشبندی مجددی توکلیؒ

(۱۲۸۷ھ/۱۸۷۱ء---۱۳۶۰ھ/۱۹۳۸ء)

۴۔ مولانا فقیر محمد جہلمیؒ (م ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء)

۵۔ مولانا نبی بخش حلوائی نقشبندیؒ (م ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء)

۶۔ مولانا غلام قادر قادری بھیرویؒ (م ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء)

۷۔ مولانا نور احمد نقشبندی مجددی امرتسریؒ (م ۱۳۴۸ھ/۱۹۳۰ء)

۸۔ مولانا غلام دستگیر قصوریؒ مصنف تقدیس الوکیل (م ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء)

۹۔ مولانا عبدالحق حقانیؒ مصنف تفسیر حقانی (۱۲۶۷ھ/۱۸۵۱ء---۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء)

۱۰۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (۱۲۶۸ھ/۱۸۵۱ء---۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)

Marfat.com

حکمران:

۱۔امیر عبدالرحمٰن خان والی کابل (۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء---۱۳۲۰ھ/۱۹۰۱ء)

۲۔امیر حبیب اللہ خان والی کابل (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۱ء---۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء)

۳۔نواب سیّد کلب علی خان والی ریاست رامپور (۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء--- ۱۳۰۴ھ/۱۸۷۷ء)

۴۔سلطان عبدالحمید ثانی خلیفۃ المسلمین ترکی (۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء---۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء)

Marfat.com

۵۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی سند حدیث جو انہیں دار العلوم دیوبند سے حاصل ہوئی

آپؒ کی یہ سند حدیث دو طریق سے ہے:

۱۔ بطریق الشیخ الطاہر الکردی المدنیؒ

۲۔ بطریق الشیخ ملاّ محمد افضل سیالکوٹیؒ تا حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ

یہ دو اسناد ذیل میں درج ہیں:

☆ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی سند بطریق الشیخ الطاہر الکردی المدنیؒ:

خواجه محبوب عالم النقشبندیؒ عن الشيخ محمد يعقوب النانوتوى عن الشيخ عبدالغنى المجددى الدهلوى عن الشيخ الشاه محمد اسحاق الدهلوى عن جده من امه الشيخ الشاه عبدالعزيز المحدث الدهلوى عن ابيه الشاه ولى الله الدهلوى عن الشيخ الطاهر الكردى عن الشيخ ابراهيم الكردى عن الشيخ احمد القشاشى عن الشيخ احمد بن عبدالقدوس الشناوى عن الشيخ شمس الدين عن الشيخ احمد زكريا عن الشيخ شهاب الدين احمد بن على بن حجر العسقلانى عن الشيخ ابراهيم احمد التنوخى عن الشيخ احمد بن ابى طالب الحجّارعن الشيخ سراج الحسين بن مبارك الزبيدى عن الشيخ ابى الوقت عبدالاول بن عيسىٰ بن شعيب السنجرى الهروى عن الشيخ ابى الحسن عبدالرحمٰن بن مظفر الداؤدى عن الشيخ ابى محمد عبدالله بن احمد السرخسى عن الشيخ ابى عبدالله محمد بن يوسف بن مطر بن صالح بن بشر الفربرى

Marfat.com

عن امير المومنين فی الحديث النبوی صلی الله عليه وسلم الشيخ ابی عبدالله محمد بن اسماعيل البخاری.....عن الشيخ (من طريق واحد) ابی اليمان عن الشيخ شعيب عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة رضی الله تعالی عنه عن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال :

انّ رسول الله صلی الله عليه وسلم قال : والذی نفسی بيده لا يؤمن أحدكم حتّٰی أكون أحبّ اِليه من والده وولده والناس أجمعين أو كما قال.

اردو ترجمہ: حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی سند حدیث نبویؐ بطریق الشیخ الطاہر الکردی المدنیؒ:

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے حدیث پڑھی مولانا محمد یعقوب نانوتوی سے انہوں نے شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی سے انہوں نے شاہ محمد اسحاق دہلوی سے انہوں نے اپنے نانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے انہوں نے اپنے والد شاہ ولی اللہ دہلوی سے انہوں نے شیخ طاہر کردی سے انہوں نے شیخ ابراہیم کردی سے انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے انہوں نے احمد بن عبدالقدوس شناوی سے انہوں نے شیخ شمس الدین سے انہوں نے شیخ احمد زکریا سے انہوں نے شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی سے انہوں نے ابراہیم احمد تنوخی سے انہوں نے احمد بن ابی طالب الحجار سے انہوں نے سراج الحسین بن مبارک زبیدی سے انہوں نے شیخ ابی الوقت عبدالاول بن عیسیٰ بن شعیب السنجری الهروی سے انہوں نے شیخ ابوالحسن عبدالرحمٰن بن مظفر الداوٗدی سے انہوں نے ابومحمد عبداللہ بن احمد سرخسی سے انہوں نے ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر الفربری سے انہوں

Marfat.com

نے امیر المومنین فی الحدیث شیخ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری سے انہوں نے (اس سے آگے سند حدیث کے ایک طریق کے اعتبار سے) ابوالیمان سے انہوں نے شعیب سے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ، اس کے بیٹے اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

☆ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری سند بطریق الشیخ ملّا محمد افضل سیالکوٹیؒ تا حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ:

خواجہ محبوب عالم النقشبندیؒ عن الشیخ محمد یعقوب النانوتوی عن الشیخ الشاہ عبدالغنی المجددی الدھلوی عن الشیخ الشاہ محمد اسحاق الدھلویؒ عن جدّہ من امّہ الشاہ عبدالعزیز الدھلوی عن ابیہ الشیخ الشاہ ولی اللہ المحدث الدھلوی عن الشیخ ملّا محمد افضل السیالکوتی عن الشیخ عبد الاحد وحدت گل عن أبیہ الشیخ محمد سعید خازن الرحمۃ عن ابیہ و شیخہ الطریقۃ المجددیہ و ھو مجددالالف الثانی الشیخ احمد السھرندی بسندہ الطویل المذکور فی مقاماتہ.

Marfat.com

اردو ترجمہ: حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی سند حدیث نبویؐ

بطریق الشیخ ملاّ محمد افضل سیالکوٹیؒ تا حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرھندیؒ:

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے حدیث نبوی ﷺ (مشکوٰۃ المصابیح وصحیح البخاری اور اس کے علاوہ دیگر کتب صحاح ستہ) پڑھی مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ سے انہوں نے شاہ عبدالغنی مجددی دہلویؒ سے انہوں نے شاہ محمد اسحاق دہلویؒ سے انہوں نے اپنے نانا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے انہوں نے اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے انہوں نے ملاّ محمد افضل سیالکوٹیؒ سے انہوں نے شیخ عبدالاحد وحدت گلؒ سے انہوں نے اپنے والد شیخ محمد سعید خازن الرحمتؒ سے انہوں نے اپنے والد اور شیخ طریقہء مجددیہ یعنی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سہرندیؒ سے۔اور آپؒ کی طویل سند آپ کی کتب مقامات (حالات زندگی) میں مذکور ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ کا شجرۂ طریقت

نمبر شمار	اسمائے مشائخ گرامی	تاریخ وفات	مدفن
(۱)	حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ/۸ جون ۶۳۲ء بروز سوموار	مدینہ منورہ
(۲)	حضرت سیّدنا ابوبکر صدیقؓ	۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ/۲۲ اگست ۶۳۴ء	مدینہ منورہ
(۳)	حضرت سیّدنا سلمان فارسیؓ	۱۰ رجب ۳۳ھ/۴ فروری ۶۵۴ء	شہر مدائن (عراق)
(۴)	حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکرؒ	۲۴ جمادی الاوّل ۱۰۶ھ/۱۱ اکتوبر ۷۲۴ء	موضع قدید درمیان مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ
(۵)	حضرت امام جعفر صادقؒ	۱۵ رجب ۱۴۸ھ/۶ ستمبر ۷۶۵ء	مدینہ منورہ
(۶)	حضرت بایزید بسطامیؒ	۱۵ شعبان ۲۶۱ھ/۲۶ مئی ۸۷۴ء	بسطام (ایران)
(۷)	حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ	۱۰ محرم ۴۲۵ھ/۵ دسمبر ۱۰۳۳ء	خرقان (ایران)
(۸)	حضرت خواجہ ابوالقاسم گورگانیؒ	۲۳ صفر ۴۵۰ھ/۱۲ اپریل ۱۰۵۸ء	گورگان (ایران)
(۹)	حضرت خواجہ بوعلی فارمدیؒ	۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ/۱۱ جولائی ۱۰۸۴ء	طوس (مشہد۔ایران)
(۱۰)	حضرت خواجہ یوسف ھمدانیؒ	۲۷ رجب ۵۳۵ھ/۹ مارچ ۱۱۴۱ء	ھرات/مرو (افغانستان)

Marfat.com

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ کا شجرۂ طریقت

نمبر شمار	اسمائے مشائخ گرامی	تاریخ وفات	مدفن
(۱۱)	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ	۱۲ربیع الاول ۵۷۵ھ/۱۸اگست ۱۱۷۹ء	غجدوان نزد بخارا
(۱۲)	حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ	یکم شوال ۶۱۶ھ/۱۰دسمبر ۱۲۱۹ء	ریوگر نزد بخارا
(۱۳)	حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ	۱۷ربیع الاول ۷۱۷ھ/۳۰مئی ۱۳۱۷ء	انجیر فغنہ نزد بخارا
(۱۴)	حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ	۲۸ذیعقدہ ۷۲۱ھ/۱۹دسمبر ۱۳۲۱ء	خوارزم
(۱۵)	حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ	۱۰جمادی الثانی ۷۵۵ھ/۳جولائی ۱۳۵۴ء	سماس نزد بخارا
(۱۶)	حضرت سیّد محمد امیر کلالؒ	۸جمادی الاول ۷۷۴ھ/۵دسمبر ۱۳۷۲ء	سوخاریہ رسماریہ نزد بخارا
(۱۷)	حضرت خواجہ سیّد محمد بہاؤالدین نقشبندؒ	۳ربیع الاول ۷۹۱ھ/۲مارچ ۱۳۸۹ء	بخارا
(۱۸)	حضرت خواجہ علاؤالدین عطارؒ	۲۰رجب ۸۰۲ھ/۳فروری ۱۴۰۱ء	بخارا
(۱۹)	حضرت خواجہ محمد یعقوب چرخیؒ	۵صفر ۸۵۱ھ/۲۳اپریل ۱۴۴۷ء	قصبہ ہَلفِتوُ ضلع حصار ماوراءالنہر
(۲۰)	حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ	۲۹ربیع الاول ۸۹۵ھ/۲۰فروری ۱۴۹۰ء	سمرقند

Marfat.com

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ کا شجرۂ طریقت

نمبر شمار	اسمائے مشائخ گرامی	تاریخ وفات	مدفن
(۲۱)	حضرت خواجہ محمد زاہدؒ	یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ/۳ نومبر ۱۵۲۹ء	وخش ضلع اقلیم ختلان
(۲۲)	حضرت خواجہ درویش محمدؒ	۱۹ محرم ۹۷۰ھ/۱۸ ستمبر ۱۵۶۲ء	موضع استقرار ضلع سبز نزد بخارا
(۲۳)	حضرت خواجہ محمد امکنگیؒ	۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ/۹ مارچ ۱۶۰۰ء	امکنگ نزد بخارا
(۲۴)	حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ	۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ/یکم دسمبر ۱۶۰۳ء	دہلی
(۲۵)	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ	۲۹ صفر ۱۰۳۴ھ/۱۰ دسمبر ۱۶۲۴ء	سرہند شریف
(۲۶)	حضرت خواجہ محمد معصومؒ	۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ/۱۷ اگست ۱۶۶۸ء	سرہند شریف
(۲۷)	حضرت خواجہ سیف الدینؒ	۲۶ جمادی الاوّل ۱۰۹۶ھ/۳۱ اپریل ۱۶۸۵ء	سرہند شریف
(۲۸)	حضرت خواجہ حافظ محمد محسنؒ	۱۱۲۷ھ/۱۵/۱۷ء	دہلی
(۲۹)	حضرت سیّد نور محمد بدایونیؒ	۱۱ ذیقعدہ ۱۱۳۵ھ/۱۴ اگست ۱۷۲۳ء	دہلی

Marfat.com

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ کا شجرۂ طریقت

نمبر شمار	اسمائے مشائخ گرامی	تاریخ وفات	مدفن
(۳۰)	حضرت خواجہ محمد عابد سنامی نقشبندیؒ	۱۸ رمضان ۱۱۶۰ھ/۲۴ ستمبر ۱۷۴۷ء	دہلی
(۳۱)	حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ	۱۰ محرم ۱۱۹۵ھ/۷ جنوری ۱۷۸۱ء	دہلی
(۳۲)	حضرت شاہ غلام علی مجددیؒ	۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ/۱۱ اکتوبر ۱۸۲۴ء	دہلی
(۳۳)	حضرت خواجہ ابوسعید مجددیؒ	یکم شوال ۱۲۵۰ھ/۳۱ جنوری ۱۸۳۵ء	دہلی
(۳۴)	حضرت مولانا محمد شریف قندھاریؒ	۱۲۶۱ھ/۱۸۴۵ء	سرہند شریف
(۳۵)	حضرت حاجی سیّد محمد محمود شاہ جالندھریؒ	۸ ربیع الاوّل ۱۳۰۶ھ/۱۲ نومبر ۱۸۸۸	شہر جالندھر
(۳۶)	حضرت خواجہ قادر بخشؒ	۸ ذوالحجہ ۱۲۷۳ھ/۳۰ جولائی ۱۸۵۷ء	موضع جہانخیلاں ضلع ہوشیار پور
(۳۷)	حضرت خواجہ سیّد محمد توکل شاہؒ	۴ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ/۴ اگست ۱۸۹۷ء	شہر انبالہ شریف
(۳۸)	حضرت خواجہ ابوالہاشم محبوب عالم نقشبندیؒ	۲۲ رمضان ۱۳۳۵ھ/۱۳ جولائی ۱۹۱۷ء	سیدا شریف تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین

Marfat.com

مراجع

۱۔اخبار الصنادید تصنیف حکیم محمد نجم الغنی نجمی رامپوری مصنف بحر الفصاحت لکھنوء۔1918ء مطبع نولکشور جلد اوّل و دوم

۲۔اردو ترجمہ قرآن مجید بنام فتح الحمید از مولانا فتح محمد جالندھریؒ لاہور تاج کمپنی

۳۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

۴۔ارشاد الطالبین (فارسی) تالیف قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ لاہور طبع ادارہ مجددیہ

۵۔اسباق السالکین تالیف مولانا مرزا امجد بیگ لاہور

۶۔بیاض یعقوبی تالیف مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ طبع کراچی ۱۹۷۷ء دار الاشاعت

۷۔تاریخ جنگ روم و یونان ۱۸۹۷ء تالیف ماسٹر جلال الدین طبع مراد آباد ۱۸۹۷ء

۸۔تاریخ دار العلوم دیوبند تصنیف مولانا قاری محمد طیب طبع کراچی

۹۔تحریک پاکستان تصنیف پروفیسر محمد اسلم طبع لاہور ۱۹۹۵ء

۱۰۔تذکرہ علمائے ہند تصنیف مولوی رحمان علی اردو ترجمہ محمد ایوب قادری طبع کراچی ۱۹۶۱ء

۱۱۔تذکرۂ کاملان رام پور تصنیف احمد علی خان شوق طبع دہلی ۱۹۲۹ء

۱۲۔تذکرہ مشائخ نقشبندیہ تصنیف پروفیسر نور بخش توکلیؒ طبع لاہور ۱۹۹۸ء

۱۳۔تحقیقات چشتی تصنیف مولوی نور احمد چشتی طبع لاہور ۱۹۶۴ء

۱۴۔حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ م ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء افکار و خدمات۔ تحقیقی مقالہ برائے ایم۔اے۔علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور سیشن ۱۹۹۷ء۔۱۹۹۹ء۔مقالہ نگار نگہت نذیر شیخ زیر نگرانی پروفیسر ممتاز احمد سالک۔

۱۵۔حقانی عقاید الاسلام تالیف مولانا عبد الحق حقانی

Marfat.com

۱۶۔ حقیقت رامپور (تاریخ قدیم، عہد حاضر اور مستقبل) مرتب مولوی محمد اکرام عالم بی۔
اے۔ علیگ ایڈووکیٹ بریلی لاہور ۱۹۴۰۔ اردو اکیڈمی مطبع نظامی پریس بدایوں ذخیرہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری عربی کلیکشن۔
۱۷۔ حٰیوۃ الروح ملفوظات حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددیؒ تالیف مولانا صادق
الاسلام شاہ آبادی انبالہ شریف طبع سید اشریف تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاء الدین ۱۸۔ خیر
الخیر رمرغوب السلوک تصنیف حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددیؒ طبع گجرات ۱۹۵۸ء
۱۹۔ ذکر محبوب تالیف حضرت مولانا صاحبزادہ صدیق احمد شاہ نقشبندی مجددیؒ طبع
گوجرانوالہ بزم توکلیہ
۲۰۔ ذکر خیر رصحیفۂ محبوب تصنیف حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددیؒ طبع گجرات
۱۹۵۴ء
۲۱۔ ذکر کثیر رمحبوب السلوک تصنیف حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددیؒ طبع گوجرانوالہ
بزم توکلیہ
۲۲۔ رسالہ ایضاح الطریقہ تصنیف حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ طبع لاہور
۲۳۔ رسالہ ھدایۃ الطالبین تصنیف حضرت شاہ ابو سعید مجددی دہلویؒ طبع مجتبائی
۲۴۔ رسائل مجددیہ تصنیف حضرت مجدد الف ثانیؒ (فارسی) طبع لاہور ادارہ مجددیہ
۲۵۔ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور ہندوستان کی جنگ آزادی تالیف
عزیز الرحمٰن لدھیانوی طبع دہلی (مجاہد جنگ آزادی ۱۸۵۷ء حضرت مولانا شاہ عبدالقادر
فاروقی لدھیانویؒ اور ان کے فرزند بزرگ مولانا شاہ محمد فاروقی لدھیانویؒ کا یہ کامل تذکرہ
ہے جن کا مدرسہ عربیہ دومنزلی مسجد محلہ موج پورہ شہر لدھیانہ میں تھا جہاں حضرت خواجہ محبوب

Marfat.com

عالم نقشبندیؒ نے موقوف علیہ کی کتب درسیہ پہلی مرتبہ پڑھی تھیں)

۲۶۔سیرت یعقوب و مملوک تالیف مولانا پروفیسر انوارالحسن شیر کوٹی لاہور ۱۹۸۹ء

۲۷۔شفاء العلیل اردو ترجمہ القول الجمیل از مولوی خرم علی طبع لاہور ۱۳۲۹ھ، مطبع اسلامیہ

۲۸۔عمدۃ السلوک حصہ اول و دوم تالیف سیّد زوار حسین شاہؒ طبع کراچی

۲۹۔عنوان تمنا تصنیف مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندیؒ ترتیب وتہذیب پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر طبع گوجرانوالہ حبیب اکیڈمی گوجرانوالہ ۱۹۹۲ء

۳۰۔فاروق طریقت حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندی تصنیف پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر لاہور ۱۹۹۰ء

۳۱۔قاموس تاریخی تصنیف عبدالقدوس ہاشمی اسلام آباد ۲۰۰۰ء

۳۲۔القرآن الحکیم طبع لاہور تاج کمپنی

۳۳۔القول الجمیل تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

۳۴۔کتب حدیث نبویؐ صحاح ستّہ و مشکوٰۃ المصابیح طبع کراچی

۳۵۔کلمات طیبات جامع عبدالواحد دہلوی طبع مجتبائی

۳۶۔کلیات فارسی علامہ محمد اقبال طبع لاہور شیخ غلام علی اینڈ سنز

۳۷۔کنز الہدایات (فارسی) تصنیف ملاّ محمد باقر شرف الدین لاہوری طبع لاہور ادارہ مجددیہ

۳۸۔گزٹ ایر آف رامپور سٹیٹ ۱۹۱۱ء

۳۹۔ماہنامہ الرشید ساہیوال تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر مرتب سیّد محبوب رضوی طبع ساہیوال

۴۰۔ماہنامہ مخزن لاہور مارچ ۱۹۲۸ء مضمون مولانا فتح محمد جالندھری از حفیظ جالندھری

۴۱۔معجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم تحقیق محمد فواد الباقی طبع تہران۔ایران

Marfat.com

۴۲۔ معمولات مظہریہ (فارسی) تصنیف مولانا نعیم اللہ بھڑا یچی طبع لاہور ۱۳۱۰ھ مطبع محمدی

۴۳۔ مقامات فصلیہ تالیف سیّد زوار حسین شاہ ترتیب سیّد محمد علاؤ الدین جیلانی ؒ طبع شیخوپورہ، دارالسلام

۴۴۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرھندیؒ (فارسی) تحقیق مولانا نور احمد امرتسری طبع (عکسی) کراچی

۴۵۔ مکتوبات امام ربانیؒ اردو ترجمہ قاضی عالم الدین طبع لاہور ادارہ اسلامیات

۴۶۔ مکتوبات امام ربانیؒ اردو ترجمہ مولانا سیّد زوار حسین شاہ صاحبؒ طبع کراچی

۴۷۔ مکتوبات خواجہ محمد معصوم نقشبندی مجددیؒ (فارسی) طبع کراچی

۴۸۔ مکتوبات شاہ غلام علی دہلویؒ (فارسی) طبع لاہور

۴۹۔ میرے حضور علیہ الرحمۃ تالیف پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر طبع حبیب اکیڈمی ۱۹۸۱ء

۵۰۔ نوادر آثار تحقیق و ترتیب پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر لاہور ۱۹۹۹ء

۵۱۔ وسیلہ نجات تصنیف میر سیّد یوسف علی شاہ توکلیؒ طبع گجرات ۱۹۶۲ء

۵۲۔ ھدایۃ السالکین تالیف اخوند سیف الرحمٰن پیرارچی طبع پشاور ۱۴۱۶ھ

۵۳۔ ہفت روزہ آئینہ گجرات، حضرت قطب الارشاد نمبر طبع گجرات ۱۱۸ کتوبر ۱۹۹۳ء

۵۴۔ ہفت روزہ سراج الاخبار جہلم شمارہ ۱۱۵ کتوبر ۱۹۱۷ء

۵۵۔ الیانع الجنی فی اسانید الشیخ الشاہ عبدالغنی تالیف محمد محسن ترہتی طبع لکھنؤ مجتبائی

۵۶۔ یہ تیرے پراسرار بندے (حالات میاں عبدالرشید توکلی محبوبیؒ معروف بہ نوٹاں والی سرکار) مرتب خالد مراد طبع لاہور ۱۹۹۸ء

۵۷۔ گفتگو حاجی شیخ منظور حسین ٹرسٹی خواجگان ٹرسٹ ہسپتال گجرات مورخہ ۴ جنوری ۱۹۹۴ء

Marfat.com

۵۸۔ گفتگوئیں قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندی مجددی توکّلی محبوبیؒ باوقات کثیرۃ مختلفۃ

۵۹۔ گفتگو حضرت سیّد بشیر حسین شاہ چشتیؒ م ۱۹۶۳ء خلیفہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ مدفون موضع بولے وینس تحصیل و ضلع سیالکوٹ۔ جو حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے قیام انبالہ شریف سے پہلے اور اس کے دوران حضرت خواجہ سیّد محمد توکل شاہؒ کی خدمت میں اٹھارہ سال تک بطور خادم رہے۔ وہ حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کے بہت واقعات سناتے تھے۔

نوٹ: اور دیگر وہ تمام کتب جن کا مختلف موضوع کے تحت اس کتاب کے اندر ذکر کیا گیا ہے، اس کتاب کی مراجع ہیں۔

Marfat.com

۸۔ تصاویر

ا۔ مصنف پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر

Marfat.com

۲۔ حضرت مولانا صاحبزادہ صدیق احمد شاہ صاحبؒ
اولین سجادہ نشین آستانہ عالیہ محبوبیہ۔ (دور جوانی)

ذخیرہ

Marfat.com

۳۔ حضرت مولانا صاحبزادہ صدیق احمد شاہ صاحب م ۱۹۷۴ء
اولین سجادہ نشین آستانہ عالیہ محبوبیہ۔ (آخری سال حیات)

Marfat.com

جناب نواب سید کلب علی خان بہادر۔خلد آشیان

۴۔نواب کلب علی خان نقشبندی مجددیؒ خلد آشیان والی ریاست رام پور
(۱۸۶۵ء-----۱۸۸۷ء)

جس کی دو انتہائی عدالتوں (i) اپیل کی آخری سلطانی عدالت/اجلاس ہمایونی اور (ii) ہائی کورٹ ریاست رام پور کی عدالت/عدالت صدر مرافعہ میں حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ م ۱۹۱۷ء کامل دس سال، ۱۸۷۵ء سے ۱۸۸۴ء تک اس ریاست کے نائب مفتی اعظم (ڈپٹی چیف جسٹس آف سٹیٹ) کے انتہائی جلیل القدر منصب پر فائز رہے اور اس دوران نواب مذکور آپؒ کی قانونی تحقیقات، آپؒ کی جلالت علمی اور آپؒ کے مکارم اخلاق کے حد درجہ معترف رہے۔

Marfat.com

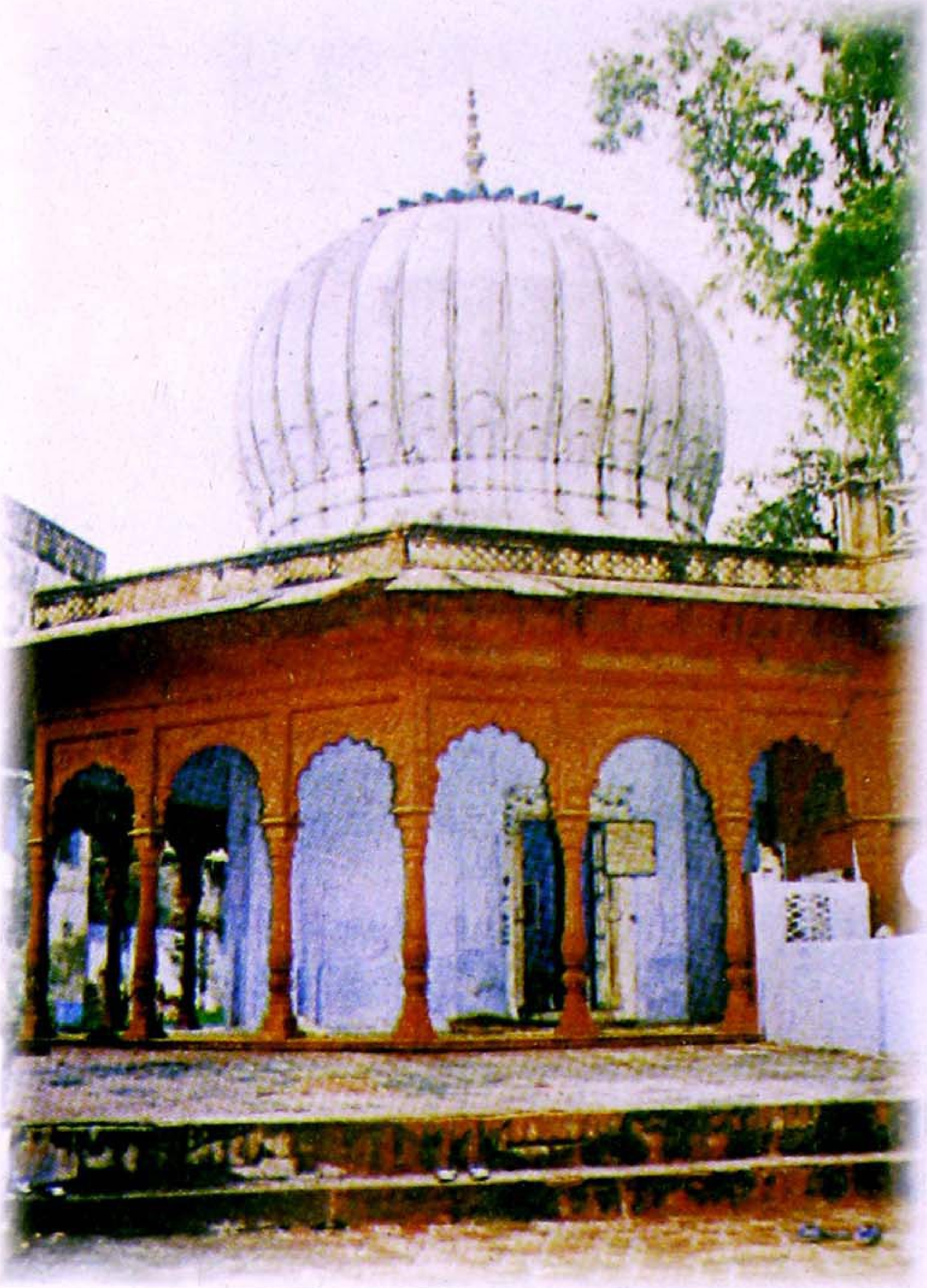

۵۔ روضہ شریف حضرت خواجہ سیّد محمد توکل شاہ نقشبندی مجددیؒ مدفون انبالہ شریف م ۱۸۹۷ء جو حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددیؒ م ۱۹۱۷ء کے گرامی منزلت شیخ طریقت ہیں۔

Marfat.com

۶۔روضہ شریف حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ

(۱۸۵۰ء-----۱۹۱۷ء)

زیر دست کتاب کی زیر موضوع شخصیت

ذخیرہ

Marfat.com

۷۔ مزار شریف حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ

Marfat.com

۸۔ لوح مزار شریف حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ م ۱۹۱۷ء جس پر صاحب مزار شریف کے بارے میں درج تمام القابات جیسا کہ لوح مزار پر مذکور ہے ان کے خلیفۂ اعظم قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ م ۱۹۶۱ء کے تجویز کردہ ہیں۔

Marfat.com

۹۔ جامع مسجد حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ

Marfat.com

۱۰۔ وضوخانہ جامع مسجد آستانہ عالیہ محبوبیہ

Marfat.com

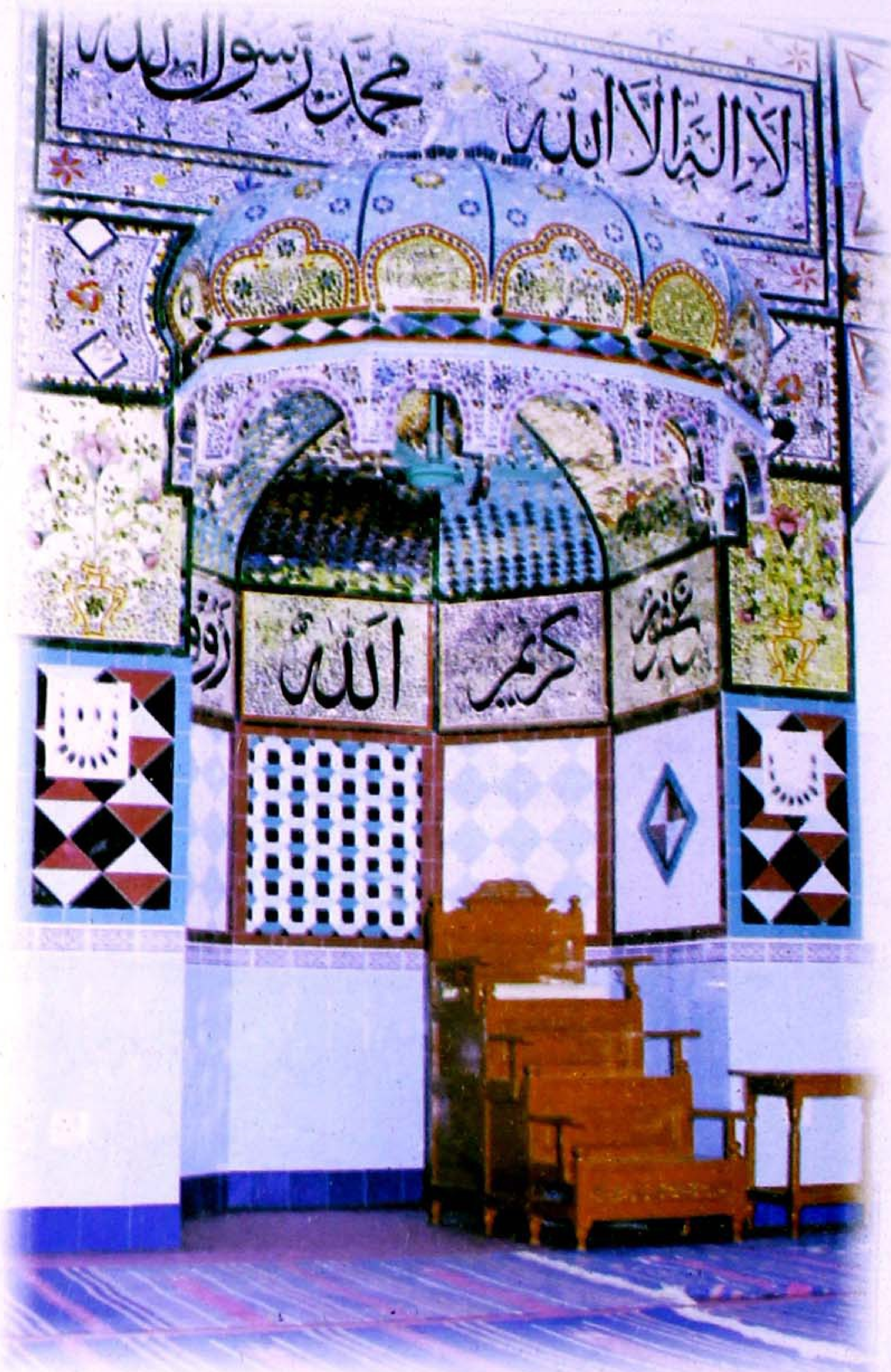

۱۱۔ منبر و محراب جامع مسجد آستانہ عالیہ محبوبیہ

Marfat.com

۱۲۔انبالہ شریف میں گیارہ سالہ قیام کے دوران حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ کی مہر فتویٰ۔ جس پر سن ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۴ء تحریر ہے۔ آپؒ اس زمانے میں ڈی۔سی۔شہر انبالہ کی عدالت میں سرکاری طور پر مفتی شرع اسلام کے منصب پر فائز تھے۔

Marfat.com

ما نا ہے گویا کہ اسنے انکار کیا اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

نہ کئے گئے نکے فعل کو برا جانا اور یہ ہی اسکے ا

دل کرکے عبد الکریم شاگرد رشید مولانا مفتی محبوب عالم صاحب سیدروی

۱۳۔ کرسی پر بیٹھ کر وعظ کہنے کے جواز میں حضرت مفتی محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ کے فتویٰ کے آخری صفحہ کی نقل مع مہر فتویٰ۔ اس زمانے میں آپؒ سیدا شریف میں مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ توکلیہ کے مہتمم، صدر مدرس، شیخ الحدیث اور مفتی تھے۔ اور یہ فتویٰ آپؒ نے اپنے خلیفہ اعظم قطب الارشاد مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندی مجددی توکلی محبوبی گوان کی درخواست پر دیا تھا اور اب راقم کے خزانۃ الکتب میں قلمی طور پر محفوظ ہے جبکہ راقم نے اس فتویٰ کی اور اس کے ساتھ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ کے دو مکاتیب کی متنی تحقیق کر کے ان تینوں کو تحقیقی حواشی کے ساتھ کتاب نوادر آثار کے نام ~~طبع~~ سے طبع کر دیا ہوا ہے۔

Marfat.com

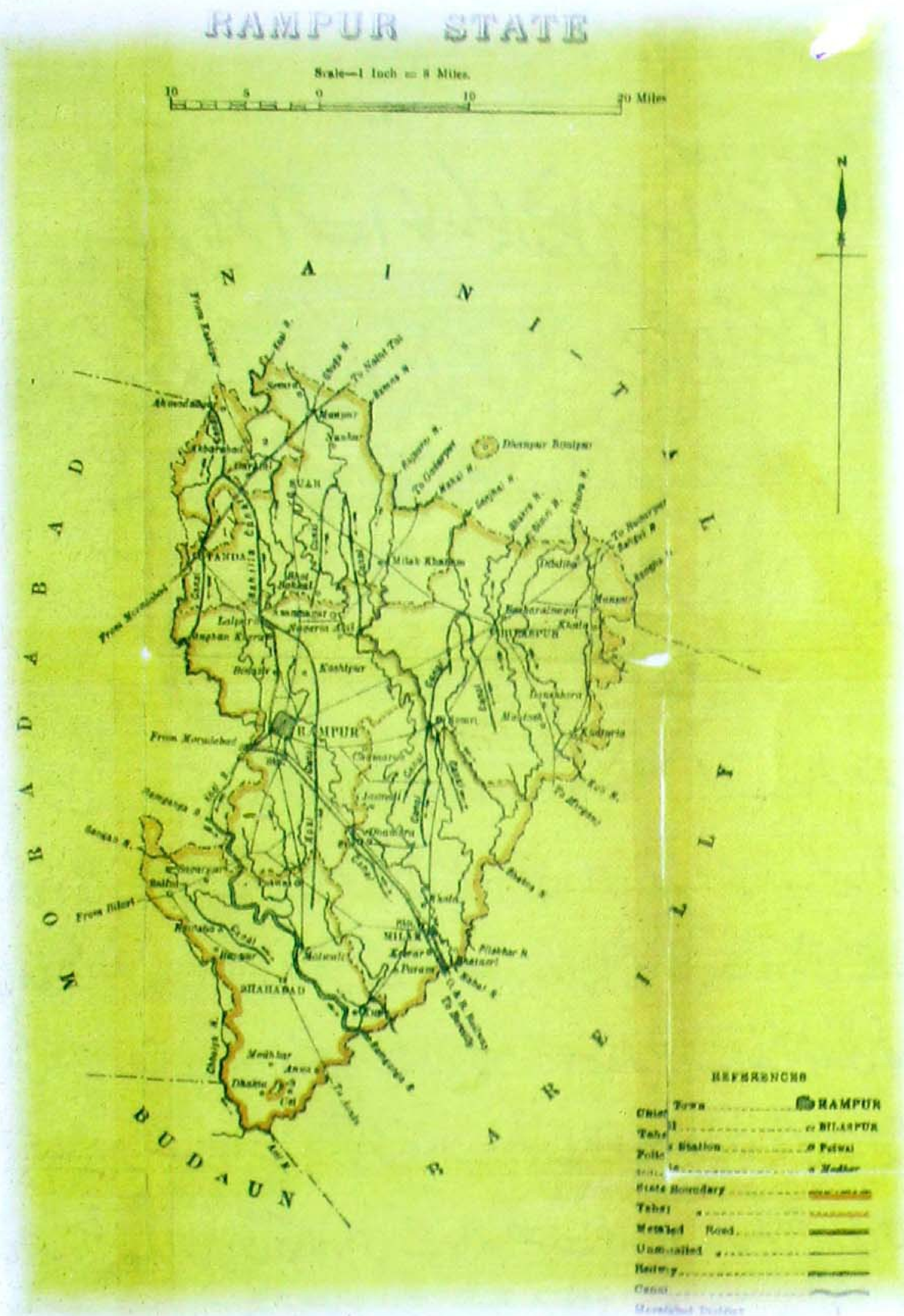

۱۴-۱۷۷۴ء سے ۱۹۴۷ء تک ریاست رام پور کا نقشہ۔ جبکہ آجکل بھارت میں اسے مختصر کر کے ضلع کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Hazrat Khawaja Mahboob Alam Naqshbandi Mujaddidi Tawakkuli (R.A.)

The appraised holy Shaykh, Patron and Renovator of his time, Hazrat Khawaja Abul Hashim Mahboob Alam (1850-1917) of Village Saida in District Mandi Baha-ud-Din, Pakistan, was one of the most eminent religious scholars of his time; had been Deputy Chief Justice of Rampur State in the time of Nawab Kalb Ali Khan for 10 years (1875-1884); was the greatest Shaykh (spiritual mentor) of the Tawakkuli branch of the Naqshbandi-Mujaddidi Sufi order; had more than one and a half lakh followers among whom were eighty, authorized and permitted to admit disciples into the Order. He wrote a large number of books including *Zikr-e-Khair*, the best and most authentic biography of Hazrat Khawaja Tawakkul Shah Ambalvi (d. 1897), and *Khair-ul-Khair*, a profound analytical study of Naqshbandi-Mujaddidi Sulook. At his holy hands, thousands of non-Muslims embraced Islam, and he was widely acclaimed as a highly qualified and divinely gifted spirit among the Shaykhs of the various Sufi orders of his age. Hazrat Pir Mehr Ali Shah (d. 1937), a prominent Shaykh of the Chishtia order, said about him:

"I travelled through the Arab and non-Arab world and met the great Ulema and Mashaikh there; but I have seen among them none so highly qualified and heavenly-gifted as he."

Author: Professor Syed Muhammad Kabir Ahmad Mazhar, former Chairman of Department of Arabic Language and Literature in the University of the Punjab, is a well-known scholar and Sufi Master. Is Founding Chairman, Zikra Foundation, a research-oriented, academic and educational institute. Has received formal training in Islamic disciplines of Tafsir, Hadith, Fiqh and Ilm-ul-Kalam. Specializes in Islamic Sufism and belongs to the Tawakkuli branch of the Mujaddidia-Naqshbandia Order; is authorized and permitted to admit disciples into the Order by his Shaykh Qutbul Irshad, Qayyum-e-Zaman, Hazrat Maulana Syed Muhammad Habibullah (d. 1961). Has contributed several articles and research papers in the leading home and foreign journals and newspapers. Has participated in Radio and T.V. Talks and scholarly seminars. The present work, one of his many books, is an authentic, comprehensive [illegible] biography of Hazrat Khawaja Abul Hashim Mahboob Alam, who is his maternal grandfather and spiritual mentor of his own Shaykh. Presents this research work (currently without references) at the 87th Annual Urs of Hazrat Khawaja Abul Hashim Mahboob Alam (Blessings of Allah be upon him) on 22 Ramadan-ul-Mubarak 1426 A.H./ 27 October 2005 A.D.

ISBN 969 - 8960 - 00 - 7

Marfat.com

Hazrat Khawaja Mahboob Alam
Naqshbandi Mujaddidi Tawakkuli (R.A.)

The appraised holy Shaykh, Patron and Renovator of his time, Hazrat Khawaja Abul Hashim Mahboob Alam (1850-1917) of Village Saida in District Mandi Baha-ud-Din, Pakistan, was one of the most eminent religious scholars of his time; had been Deputy Chief Justice of Rampur State in the time of Nawab Kalb Ali Khan for 10 years (1875-1884); was the greatest Shaykh (spiritual mentor) of the Tawakkuli branch of the Naqshbandi-Mujaddidi Sufi order; had more than one and a half lakh followers among whom were eighty, authorized and permitted to admit disciples into the Order. He wrote a large number of books including *Zikr-e-Khair,* the best and most authentic biography of Hazrat Khawaja Tawakkul Shah Ambalvi (d. 1897), and *Khair-ul-Khair,* a profound analytical study of Naqshbandi-Mujaddidi Sulook. At his holy hands, thousands of non-Muslims embraced Islam, and he was widely acclaimed as a highly qualified and divinely gifted spirit among the Shaykhs of the various Sufi orders of his age. Hazrat Pir Mehr Ali Shah (d. 1937), a prominent Shaykh of the Chishtia order, said about him:

"I travelled through the Arab and non-Arab world and met the great Ulema and Mashaikh there; but I have seen among them none so highly qualified and heavenly-gifted as he."

Author: Professor Syed Muhammad Kabir Ahmad Mazhar, former Chairman of Department of Arabic Language and Literature in the University of the Punjab, is a well-known scholar and Sufi Master. Is Founding Chairman, Zikra Foundation, a research-oriented, academic and educational institute. Has received formal training in Islamic disciplines of Tafsir, Hadith, Fiqh and Ilm-ul-Kalam. Specializes in Islamic Sufism and belongs to the Tawakkuli branch of the Mujaddidia-Naqshbandia Order; is authorized and permitted to admit disciples into the Order by his Shaykh Qutbul Irshad, Qayyum-e-Zaman, Hazrat Maulana Syed Muhammad Habibullah (d. 1961). Has contributed several articles and research papers in the leading home and foreign journals and newspapers. Has participated in Radio and T.V. Talks and scholarly seminars. The present work, one of his many books, is an authentic, comprehensive [illegible] biography of Hazrat Khawaja Abul Hashim Mahboob Alam, who is his maternal grandfather and spiritual mentor of his own Shaykh. Presents this research work (currently without references) at the 87th Annual Urs of Hazrat Khawaja Abul Hashim Mahboob Alam (Blessings of Allah be upon him) on 22 Ramadan-ul-Mubarak 1426 A.H./ 27 October 2005 A.D.

ISBN 969 - 8960 - 00 - 7

Marfat.com